هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ
۹ دسمبر ۱۹۶۶ء

12/30

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نجات کا مستحق

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ تُصِیْبُ اُمَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِہِمْ شَدَائِدُ لَا یَنْجُوْ مِنْہُ اِلَّا رَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰہِ فَجَاھَدَ عَلَیْہِ بِلِسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَقَلْبِہٖ فَذَالِکَ الَّذِیْ سَبَقَتْ لَہُ السَّوَابِقُ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰہِ فَصَدَّقَ بِہٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰہِ فَسَکَتَ عَلَیْہِ فَاِنْ رَاٰی مَنْ یَّعْمَلُ الْخَیْرَ اَحَبَّہٗ عَلَیْہِ وَاِنْ رَاٰی مَنْ یَّعْمَلُ بِبَاطِلٍ اَبْغَضَہٗ عَلَیْہِ فَذَالِکَ یَنْجُوْ عَلٰی اِبْطَانِہٖ کُلِّہٖ ۝

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف ص۴۳۸)

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخری زمانے میں میری اُمّت کے لوگوں کو ان کی حکومتوں کی طرف سے سخت تکلیفیں پہنچیں گی۔ ان حالات میں نجات صرف وہی شخص پا سکے گا جو اللہ کے دین کو سمجھے اور پھر (دین کی روشنی میں) زبان۔ ہاتھ اور دل تمام قوتوں کے ساتھ اس ظالم کے خلاف جدوجہد کرے ہر قسم کی کامیابی اسی شخص کے لئے ہے یا پھر وہ آدمی نجات پا سکتا ہے جو اللہ کے دین کو سمجھے اور استقامت کے ساتھ حق کو حق کہے اور یا پھر وہ شخص نجات پا سکتا ہے جو اللہ کے دین کو پہچانے اور اس پر اسی طرح چپ رہے کہ جب کہیں بھلائی ہوتی دیکھے تو اس پر پسندیدگی کا اظہار کرے اور اگر کہیں برائی ہوتے دیکھے تو اس پر غصّے کا اظہار کرے پس پہلی قسم کا شخص دونوں قسم کے لوگوں کی نسبت نجات کا زیادہ مستحق ہے۔

پسند ناپسند

عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَۃُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَہِدَھَا فَکَرِھَہَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْہَا وَمَنْ غَابَ عَنْہَا فَرَضِیَہَا کَانَ کَمَنْ شَہِدَھَا۔

(رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف ص۴۳۶)

ظالم کی مدد

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْصُرُہٗ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ اَنْصُرُہٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذَالِکَ نَصْرُکَ اِیَّاہُ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق ص۴۲۲)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہر حال میں اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے دریافت کیا کہ مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے لیکن ظالم کی مدد کا کیا مطلب؟ فرمایا ظالم کو ظلم سے روکنا اس کی مدد کرنا ہے

خارج از اسلام

عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِیْلَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَہٗ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔ (مشکوٰۃ باب الظلم ص۴۳۶)

ترجمہ:۔ حضرت اوس بن شرحبیلؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص ظالم کو ظالم سمجھتے ہوئے اس کا ساتھ دے وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

اللہ کی حفاظت

عَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذَالِکَ۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ باب ثواب ہذہ الامۃ ص۵۸۳)

ترجمہ:۔ حضرت معاویہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ میری اُمّت میں ایک گروہ ہمیشہ ایسے رہے گا جو دین پر قائم رہے گا اس گروہ کا ساتھ چھوڑنے والے اور مخالفت کرنے والے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کا فیصلہ (قیامت) آ پہنچے اور وہ دین پر اسی طرح قائم رہیں گے۔

نجات اور ہلاکت کے اسباب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مُنْجِیَاتٌ وَثَلٰثٌ مُہْلِکَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِیَاتُ فَتَقْوَی اللّٰہِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَاءِ وَالسُّخْطِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنٰی وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُہْلِکَاتُ فَھَوًی مُّتَّبَعٌ وَّشُحٌّ مُّطَاعٌ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ وَھِیَ اَشَدُّھُنَّ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ باب الغضب والکبر ص۴۳۴)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاکت کا سبب ہیں۔ نجات دلانے والی چیزیں یہ ہیں۔ (۱) خلوت ہو جلوت ہر حال میں اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہنا۔ (۲) غصّے اور رضامندی دونوں حالتوں میں حق بات کہنا۔ (۳) تنگ دستی اور دولت مندی میں اعتدال اختیار کرنا اور ہلاکت کے اسباب یہ ہیں۔ (۱) اپنی خواہشات کی تابعداری (۲) تنگ دلی اور بخیلی۔ (۳) آدمی کا خود پسندی یا خود پرستی میں مبتلا رہنا اور یہ تیسرا سب سے ہلاکت کا سبب ہے

دین کے بھیڑیے

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَہَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِہٖ۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق ص۴۴۲)

ترجمہ:۔ حضرت کعب بن مالکؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکریوں کے ریوڑ میں اگر دو بھیڑیے گھس جائیں تو وہ اتنی تباہی برپا نہیں کر سکتے جتنی مال اور بڑائی کی حرص آدمی کے دین کے لئے تباہ کن ہے۔ (مرسلہ شرف دین صاحب ملتان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۲۵ شعبان المکرم ۱۳۸۶ھ بمطابق ۹ دسمبر ۱۹۶۶ء | شمارہ ۳۰

احترامِ رمضان اور حکومتِ پاکستان

ہمیں اس حقیقت کے اعلان میں کوئی باک نہیں کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کی سر زمین ہے۔ یہ مملکت دنیا کے موجودہ نقشے پر وہ واحد مملکت ہے جو اسلام کے مقدّس نام پر معرضِ وجود میں آئی اور اس نعرے نے کہ پاکستان کا مطلب کیا؛ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" برصغیر کے مسلمانوں کو پاکستان کے لئے ہر قربانی پر آمادہ کیا۔ بھارتی مسلمانوں نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ انہیں پاکستان کی فضا میں سانس لینا نصیب نہیں ہو گا یا انہیں پاکستان کے لئے بہت بڑی قربانی دینا ہو گی۔ گھر بار چھوڑنا ہو گا، زمینوں اور جائداد سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور اعزہ و اقارب اور جنم بھومی کو تج دینا ہو گا یہ تمام باتیں ذہن میں رکھتے ہوئے صرف اس لئے مسلم لیگ کی حمایت کی کہ پاکستان میں کتاب و سُنّت کے مطابق قوانین نافذ کئے جائیں گے، اور مسلمان اپنی صوابدید اور اپنی تہذیب و تمدن کے مطابق زندگی بسر کر سکیں گے۔ چنانچہ جب پاکستان بننے کا اعلان ہُوا تو چشمِ فلک نے لکھوکھا مسلمانوں کی کسمپرسی کا نظارہ کیا، ہزار ہا مسلمان خاک و خون کی ہولی کھیلے اور لا تعداد عصمتیں درندہ صفت انسانوں کے ہاتھوں محض اس لئے پامال ہوئیں کہ وہ خدا و رسول کے عطا کردہ پیغام حیات اور دستور زندگی کو اس خطۂ ارضی میں سربلند دیکھنے کی تمنّائی تھیں۔ پھر چھ ستمبر کو جب بھارتی سامراج نے چوروں کی طرح یلغار کی تو فقط اسلام ہی کا نام آڑے آیا اور اللہ تعالےٰ نے اس ملک کی حفاظت فرمائی۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان بنے کو تقریباً بیس سال گزر چکے ہیں، کئی حکومتیں گردشِ ایّام کے ساتھ تبدیل ہو چکی ہیں اور تمام کاربردازان مملکت مسلسل یہ یقین دہانیاں کراتے رہے ہیں کہ اس ملک میں کتاب و سُنّت کے قوانین نافذ کئے جائیں گے مگر ہنوز یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اسلام کے لئے ہر آنے والا دن پہلے سے بدتر ہے تو قطعی بے جا نہ ہوگا فحاشی اور عریانی عام ہے، دینی قدروں کا کوئی احترام نہیں، بے حیائی ثقافت کے نام پر پرورش پا رہی ہے اور دین کے نام پر بے دینی کو رواج دیا جا رہا ہے مگر اسلام اس ملک میں فقط وعدۂ فردا پر جی رہا ہے اور گردشِ حالات کا تماشائی ہے۔

خوب غور سے سن لو کہ تقسیم ملک کے وقت پانی کی طرح بہا ہوا خونِ مسلم اور حفاظت دین و وطن میں کام آئے ہوئے شہیدوں کی روحیں اس صورتِ حال کی سخت شاکی ہیں اور تمہاری بے وفائیوں پر بے حد مضطرب ہیں۔ کاش آپ ان کی بیقراری کا اندازہ کر سکیں اور ان کی آواز پر کان دھر سکیں۔

اب جب کہ رمضان المبارک کا چاند طلوع ہونے والا ہے اور اُمّتِ مسلمہ کو قرآن عزیز کی سالگرہ کی نوید جانفزا سنانے کے لئے تیار کھڑا ہے ہم اپنے ملک کے احکام اور عوام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ قرآن کی آواز پر لبیک کہیں، کتاب و سنت کے تقاضوں کو سمجھیں اور شہیدوں کے لہو اور ان پاکیزہ عصمتوں کی خاطر جو راہ حق میں لوٹی گئیں اپنے آپ کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں۔

ماہ رمضان شعائر اللہ میں سے ہے اس کا احترام ہر مسلمان پر لازم ہے اور اس کی بے حرمتی سے غضب الٰہی جوش میں آ سکتا ہے نیز اس ماہ مبارک کی مناسبت قرآن کریم کے ساتھ بالکل روشن ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام اہلسنت قرآن مجید کے نزول کی سالانہ یادگار مہینہ بھر راتوں کو اپنی مسجدوں میں مناتے ہیں اور تراویح کی رکعتوں میں سارے قرآن کو اپنے حافظے میں تازہ کر لیتے ہیں اس لئے عوام کے ساتھ حکومت کو بھی چاہیئے کہ وہ اس ماہ مبارک میں قرآنی احکام کی ترویج و اشاعت کے لئے سرگرم عمل ہو جائے اور ملک کے لئے خیر و برکت کا باعث بنے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ روزہ تمام امت مسلمہ پر خداوند قدوس کی طرف سے فرض ہے۔ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ، فقیر ہو یا وزیر گدڑی پوش ہو یا صدر مملکت، مرد ہو یا عورت کوئی بھی عاقل و بالغ متنفس اس سے مستثنیٰ نہیں۔ صرف بیماروں اور مسافروں کو البتہ رخصت ہے مگر احترامِ رمضان کے وہ بھی بہر حال پابند ہیں چنانچہ مسلمان حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ باشندگان ملک سے رمضان المبارک کا احترام قانوناً اور زبردستی کرائے۔

ہمارا حکومتِ پاکستان سے مطالبہ ہے کہ وہ احترامِ رمضان کے بارے میں محض ضلعی حکام سے اپیل کرا کے عوام کی اشک شوئی نہ کرے بلکہ ایک ایسی جامع اور ملک گیر پالیسی وضع کرے جس سے حکام و عوام سب احترام رمضان

باقی ۱۸

مجلس ذکر

اس ہفتہ کی مجلسِ ذکر مرتب سے قلمبند نہیں ہو سکی لہٰذا حضرت رحمۃ اللہ کی مجلس ذکر درج کی جا رہی ہے

اللہ والوں کے جوتوں میں وہ موتی ملتے ہیں

جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ملتے

از حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ:- محمد مقبول عالم بی۔ اے لاہور

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ: امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان دنیا میں اللہ کی یاد کے لئے آیا ہے۔ یہی اس کی پیدائش کی غرض ہے لیکن جس غرض کے لئے آیا ہے، اسے تو نظر انداز کر دیتا ہے اور جس غرض کے لئے نہیں آیا اسے مقصود بالذّات بنا لیتا ہے۔ اِلّا ما شاء اللہ۔ دولت جمع کرنا۔ کپڑے پہننا، لذیذ کھانا کھانا، سوہنی بیوی بیاہ کر لانا، اسے زیورات پہنانا، بچوں سے دل بہلانا، یہ سب مقصود ہیں۔ لیکن اللہ کی یاد کی توفیق نہیں ہوتی۔ یہ بے وقوفی ہے۔ اور شامتِ اعمال ہے۔ جب اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہے۔ تو عقل ماری جاتی ہے۔ آخرت کی عقل تو ماری ہی جاتی ہے، دنیا کی عقل بھی ماری جاتی ہے، اور انسان ٹھوکریں کھاتا ہے۔

ذکر الٰہی کے شوق کا نہ ہونا ایسے ہی ہے۔ جیسے جسم کو بھوک نہ لگے۔ روح کی غذا ذکر الٰہی ہے۔ اگر بیمار ہو، تو ذکر الٰہی کے لئے اشتہا پیدا نہیں ہوتی۔ جس طرح بیمار کی بھوک ماری جاتی ہے۔ اگر کھائے بھی تو لذت نہیں آتی، اگرچہ کھانا کتنا ہی عمدہ اور لذیذ کیوں نہ ہو۔ اس طرح جس کی روح بیمار ہے۔ اسے ذکر الٰہی کی توفیق نہیں ملتی۔ اگر کسی دین دار جماعت میں پھنس گئے اور نماز پڑھ بھی لی تو لذت نہیں آئے گی۔

عام طور پر شکایت کی جاتی ہے کہ نماز میں خیالات آتے ہیں۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ ان میں سے ایک حرام و مشتبہ کھانا ہے۔ ایک شخص جانتا ہے کہ نماز فرض ہے اور اس کا ترک کبیرہ گناہ ہے اور بے نماز جہنّم میں جائیں گے لیکن پھر بھی نہیں پڑھتا اور کہتا ہے کہ طبیعت راغب نہیں ہوتی۔ عالم دین تو اسے صرف مسئلہ سمجھا دے گا۔ اور وہ مسئلے پہلے ہی جانتا ہے۔ یہاں ہادی کام آتا ہے۔ بیعت کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے قال کو حال بنا دے۔ ہادی تشخیص کرے گا۔ کہ اس کے مرض کا سبب کیا ہے۔ مثلاً وہ گڈس کلرک ہے ۷۵ روپے تنخواہ ہے اور خرچ ۲۵۰ روپے ہے۔ باقی روپے لوگوں سے رشوت لیتا ہے۔ ہادی رشوت بند کرا دے گا۔ اور کہے گا کہ ۷۵ روپوں ہی میں جو دال روٹی کھائی جا سکتی ہے۔ وہی کھاؤ۔ اور اوپر نماز شروع کرا دے گا اور استغفار کی تسبیحیں پڑھنے کیلئے حکم دے گا۔ کچھ دن کے بعد حالت ہی اور ہو جائے گی۔ اب عبادت کا شوق اس قدر ہو گا کہ مسجد سے نکلنے کے لئے جی نہیں چاہے گا اور کبھی وقت تھا کہ نماز کے لئے جی نہیں چاہتا تھا۔

ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

اللہ والوں کے جوتوں کی خاک سے وہ موتی ملتے ہیں۔ جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک حرام و حلال کی تمیز ہے ایک تو ظاہری تمیز ہے کہ پیسے خرچ کرکے قصاب سے گوشت لائے چوری کرکے نہیں لائے۔ لیکن کیا پتہ کہ جس قصاب سے گوشت لائے ہیں۔ وہ چور ہو اور اس نے بکری چرائی ہو۔ اس طرح آج کل اکثر چیزوں میں حرام ملا ہوا ہوتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ یاد الٰہی میں لذت نہیں آتی۔ اگر باطن کی بینائی حاصل ہو تو پھر آدمی ٹسٹ کرکے کھائے گا اور حرام کے اثر سے بچا رہے گا۔ یہ تمیز تزکیہ کی برکت سے ملتی ہے۔ بڑے عالم ہیں۔ بخاری و مسلم کے حافظ، شیخ الحدیث کہلانے والے، لیکن کسی باخدا سے تربیت نہیں کروائی، تو حرام کی بکری کا گوشت اور چوری کے آٹے کی روٹیاں پکا کر کھلائیں۔ بڑے شوق سے کھا جائیں گے۔ جو لوگ تزکیہ کے مخالف ہیں۔ وہ بے سمجھ ہیں۔ بے سمجھی بھی اللہ کی مار ہے۔ کئی ایسے استاد دیکھے جو طب کی کتابیں پڑھا سکتے ہیں لیکن علاج نہیں کر سکتے۔ نہ انہیں کوئی تجربہ ہے۔ اور کئی ایسے تجربہ کار حکیم دیکھے۔ جنہوں نے کتابیں زیادہ نہیں پڑھیں لیکن علاج اچھا کر سکتے ہیں۔ تو علماء کی مثال تجربہ کار حکیم کی ہے جو علاج کرتا ہے۔

اللہ والے دید ہی سے پہچان لیتے ہیں کہ یہ حرام ہے یا حلال اور یہ بینائی اللہ والوں کی صحبت میں اللہ کے فضل سے نصیب ہوتی ہے۔



18 شعبان المکرم 1386ھ بمطابق 2 دسمبر 1966ء

احترام رمضان ہر مسلمان پر لازم ہے



حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی



الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی: امّابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ (س بقرہ رکوع ۲۳)

ترجمہ: مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن، ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی، سو جو کوئی پاوے تم میں سے اس مہینے کو تو ضرور روزے رکھے

بزرگان محترم! رمضان کا مبارک و مقدس مہینہ چند دنوں تک آیا چاہتا ہے اور اصحاب ایمان اس کے استقبال کے لئے بے قرار ہیں۔ اس مہینے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ کا قرآن اس مبارک مہینے میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک ہی مرتبہ اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ چنانچہ مسلمان اسی مناسبت سے اس مہینے میں قرآن عزیز کی سالگرہ مناتے ہیں۔ ہر قوم میں ایک قاعدہ ہے کہ جس دن اس پر کوئی نعمت نازل ہو اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے سالگرہ مناتے ہیں مثلاً یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور عیسائیوں میں نزول مائدہ آسمانی کا دن منایا جاتا تھا۔ مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم ایک عظیم الشان نعمت ہے اس لئے اس کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے۔ چنانچہ سارے رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآن حکیم سنتے ہیں اور اس نعمت عظمیٰ کے شکر میں دن کو روزہ رکھتے ہیں چونکہ شکرِ نعمت میں روزہ رکھنا سابقہ امتوں میں بھی رائج تھا.

مزید براں رمضان المبارک کو نزولِ وحی سے خصوصی تعلق ہے چنانچہ قرآن پاک سے پہلے بھی جو کتابیں نازل ہوئی تھیں وہ بھی ایک تحقیق کے مطابق رمضان المبارک میں ہی نازل ہوئی ہیں۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ مصحفِ ابراہیم جو تعداد میں دس تھے ان کا نزول رمضان المبارک کی پہلی رات کو ہوا تھا۔ اس کے سات سو سال بعد رمضان کی ساتویں رات کو تورات کا نزول ہوا، اس کے پانچ سو سال بعد رمضان کی بارھویں رات گزرنے کے بعد زبور نازل ہوئی پھر چھ سو بیس سال گزرنے کے بعد رمضان المبارک کی اٹھارھویں رات کو انجیل نازل ہوئی اور تقریباً پونے چھ سو برس بعد رمضان کی ستائیسویں رات کو قرآن مجید لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اتارا گیا اور پھر وقتاً فوقتاً پیغمبر اسلام جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

حروف رمضان کے روحانی اسرار

حضرت پیرانِ پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں۔ رمضان پانچ حرفوں سے مل کر بنا ہے ر۔ م۔ ض۔ ا۔ ن۔ "ر" سے مراد رضوان اللہ (رضا الٰہی) "م" سے مراد محاباۃ اللہ (عشق الٰہی)، "ض" سے مراد ضمان اللہ (اللہ کی ضمانت) "ا" سے مراد الفت اللہ (اللہ کی الفت) اور نون سے مراد نور اللہ (اللہ کا نور) ہے۔ پس ماہ رمضان خاص طور پر اولیاء کرام اور نیک لوگوں کے لئے خدا کی رضاء، عشق و محبت، ضمانت و صیانت نورونوال کا مہینہ ہے۔

فضائل رمضان

محترم حضرات! رمضان میں اگر کوئی بھی فضیلت نہ ہو تو اس کے لئے یہی بہت بڑا فضل و شرف ہے کہ اللہ تعالےٰ جلشانہٗ نے اس میں اپنا کلام بلاغت نظام قرآن مجید فرقان حمید نازل فرمایا مگر حق تعالےٰ سبحانہٗ نے دیگر عظیم الشان فضائل اور بے شمار شرف و کرامت سے بھی اس ماہِ سعید و مقدس کو انفرادیت بخشی ہے گویا یہ بہترین امت کے لئے بہترین مہینہ ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا چاند دیکھ کر

امت کو اس کی افضیلت پر بشارت سناتے تھے چنانچہ فرماتے تھے تم پر ایک مبارک مہینے کی آمد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس مہینے کے روزے فرض کئے، اس ماہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے ابواب بند ہو جاتے ہیں، شیاطین کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں اس ماہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ جو شخص اس ماہ کی خیر و فلاح سے محروم رہا وہ محروم القسمت ہے

احمد و نسائی راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کی پہلی رات آتے ہی شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، ایک منادی پکارتا ہے۔ اے خیر کے طالب آ جا اور اے شر پسند باز آ۔ اس وقت اللہ کے بہت سے بندے جہنم سے آزاد کر دیئے جاتے ہیں۔ یہی صورت ہر رات ہوتی ہے۔

سال کے بارہ مہینوں میں سے یہی ایک مہینہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ الرمضان من اسماء اللہ تعالےٰ۔ رمضان اللہ تعالےٰ کے ناموں میں سے نام ہے اور حق تعالےٰ سبحانہ نے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کہہ کر اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے جو اس کی عظمت شان کی دلیل ہے۔

اسی طرح غنیۃ الطالبین میں حضرت پیرانِ پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

روی جعفر الصادق عن ابائه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال شهر الله۔ حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے آبائے کرام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان شَهْرُ اللہ (خدا کا مہینہ) ہے۔

غور فرمائیے! جس طرح اللہ تعالےٰ نے مکہ معظمہ کو "بلدی" فرما کر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "بعبدہ" فرما کر اور قرآن کریم کو "کتاب اللہ" فرما کر ان کی عظمت واضح کی ہے اسی طرح "شَهْرُ رَمَضَانَ" اور "شَهْرُ اللہ" کہہ کر اس ماہ مبارک کی بلندیٔ شان اور عظمت کو واضح فرمایا ہے۔

نیز رمضان المبارک کی خدا سے نسبت کا ثبوت اس امر سے بھی ملتا ہے کہ اس مہینے کی خاص عبادت روزہ ہے اور روزہ کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "الصوم لی" (روزہ میرے لئے ہے) دوسری کسی عبادت کے لئے اللہ تعالےٰ جل شانہ نے ایسا نہیں فرمایا جس سے یہ ثبوت ہوتا ہے کہ روزے کو خدا سے خاص نسبت ہے پس یہ بھی ثابت ہوا کہ جس مہینے کی یہ عبادت ہے اسے بھی یقیناً خدا سے خاص نسبت ہو گی غرض:۔

حاصل

یہ نکلا کہ رمضان المبارک کا خدا سے منسوب ہونا اس کی اہمیت اور فضیلت پر دلالت کرتا ہے اور اس لحاظ سے یہ شعائر اللہ میں داخل ہے جس طرح کہ صفا و مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں اور شعائر اللہ از روئے قرآن عزت و احترام کے مستحق ہیں۔

و من یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب:

ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ بات دلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔

حاصل

یہ نکلا ہے کہ رمضان شعائر اللہ میں سے ہے اور اس کی تعظیم اور قدر و منزلت ہم پر لازم ہے۔ رمضان کا احترام یہ ہے کہ ہم اس مبارک مہینے میں برائیوں سے بچیں اور نیک کام کریں روزے رکھیں اور اگر کسی کی شرعی عذر کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکیں تو برسرعام اور علانیہ کھانے پینے سے ہر حال میں احتراز کریں۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی بے حرمتی کرتا دکھائی دے تو اسے باز رکھنے کی مقدور بھر کوشش کریں۔ در حقیقت احترام کرانے کا فریضہ صحیح معنوں میں خاص طور پر اسلامی مملکت اور ارباب اقتدار پر عائد ہوتا ہے اور انہیں اپنے اس فریضے کی انجام دہی سے غفلت و کوتاہی نہ کرنی چاہیے ورنہ انہیں ایک دن اللہ کے حضور ضرور جوابدہ ہونا ہو گا۔ پس ہمارے حکمرانوں کو چاہیئے کہ وہ ان تمام حرکتوں کی روک تھام کے لئے مناسب اقدام کریں جن سے اس مبارک ماہ کی عزت و توقیر اور احترام میں کمی واقع ہوتی ہے بلکہ حکومت کو ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے ماہِ رمضان کی شایانِ شان توقیر ہو سکے۔

محترم حضرات اور اے عمائدین سلطنت! یاد رکھیئے کہ اگر ہم اس ماہ مبارک میں بھی نیک کام نہیں کرتے اور برائیوں سے باز نہیں آتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے فریضے سے غافل ہیں تو یہ اللہ تعالےٰ کے خاص مہینے کی ناقدری بلکہ بے حرمتی ہو گی اور یہ بات خوب اچھی طرح جان لیجئے کہ شعائر اللہ کی بے قدری اور بے حرمتی کرنے والوں کو قدرت کبھی معاف نہیں کرتی اور وہ خسر الدنیا و الاخرۃ کا مصداق ٹھہرتے ہیں۔

کیا آپ نہیں سوچتے کہ حضرت صالح علیہ السلام کے عہد میں ایک اونٹنی کی توہین پر اور اسے مارنے کے عوض اللہ تعالےٰ نے ساری قوم کو ذلت و ہلاکت سے دوچار اور نافرمانوں پر اپنا عذاب کیوں مسلط کر دیا۔ آخر ایک اونٹنی کے بدلے ایسا کیوں ہوا؟ اس اونٹنی کو اللہ تعالیٰ نے "ناقۃ اللہ" کہہ کر اپنی طرف منسوب کر لیا تھا اور وہ شعائر اللہ میں داخل ہو گئی تھی اس لئے اس کی ناقدری اور قتل کو اللہ تعالےٰ نے ہرگز برداشت نہ کیا اور ساری قوم کو عذاب سے ہمکنار کر دیا۔

خوب سمجھ لیجئے کہ رمضان المبارک بھی "شہر اللہ" ہے اور یہ شعائر اللہ میں داخل ہے اس لئے اس کی ناقدری اور بے حرمتی سے ہم بھی عذاب الٰہی سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اور انجام بد سے محفوظ رکھے اور ہم کو توفیق دے کہ ہم آنے والے مقدس مہینے کا کما حقہ، احترام کر سکیں۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

احکامِ رمضان المبارک

مولانا محمد احمد صاحب تھانوی

روزہ کو توڑ دینے والی وہ چیزیں جن سے کفّارہ واجب ہوتا ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم آتے ہیں:

(۱) جان بوجھ کر قصداً کچھ کھا پی لینا (۲) فطری یا غیر فطری طور پر تعلقات خصوصی کا ارتکاب کرنا (۳) دوا یا نشہ پینا (۴) حقہ سگریٹ، بیڑی، نسوار وغیرہ کے قصداً استعمال کرنے سے (۵) اگر مرد عورت میں سے ایک مجنون اور ایک عقلمند ہو تو جماع سے عاقل پر کفارہ و قضا دونوں واجب ہیں (۶) اگر روزہ کی نیت کر لی ہو اور پھر سفر کا قصد کر لیا اس وجہ سے گھر پر ہی روزہ توڑ دیا تو اس پر بھی کفارہ و قضا دونوں واجب ہوں گے۔ البتہ اگر سفر شروع کرکے بستی سے باہر نکلنے کے بعد سفر کی صعوبت و مشقت کی وجہ سے توڑ دیا تو کفارہ نہ ہوگا۔ صرف قضا ہو گی (۷) کفارہ صرف رمضان کے روزہ کا واجب ہوتا ہے اور کسی روزہ کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

روزہ کا کفّارہ

اگر مندرجہ بالا وجوہ میں سے کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہو گا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اگر میسّر آ سکے تو ایک غلام آزاد کر دے (۲) اگر غلام خریدنے کی قدرت نہ ہو یا اس ملک میں غلام نہ ملتے ہوں تو ساٹھ روز کے مسلسل روزے رکھے (بیچ میں ناغہ نہ کرے۔ اگر ایک دن بھی ناغہ ہو گیا تو پھر از سر نو ساٹھ روزے رکھنا پڑیں گے (۳) یہ ساٹھ دن ایسے ہونے چاہئیں جن میں رمضان شریف عید، بقرعید اور ایام تشریق نہ ہوں (۴) البتہ اگر عورت کو حیض آ جائے یا بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے نفاس کا خون آ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اس کا تسلسل باقی شمار کیا جائے گا (۵) اگر بیماری یا ضعف وغیرہ کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلادے (۶) یا صدقہ فطر کے مطابق ساٹھ آدمیوں کو غلہ یا نقد دیدے (۷) جن ساٹھ آدمیوں کو صبح کھلایا ہے انہیں کو شام کو بھی کھلانا چاہیئے، اگر کھانا کھانے والے بدل گئے تو کفارہ ادا ہو جائے گا (۹) لیکن اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز کا غلہ یا نقد ایک ہی دن میں دیدیا تو پورا کفارہ ادا نہ ہوگا۔ بلکہ وہ ایک دن کا شمار ہو گا (۱۰) اگر کسی شخص کے ذمہ کئی روزے توڑنے کے کفارے واجب تھے مگر اس نے ابھی تک کوئی کفارہ ادا نہیں کیا تو اس صورت میں فتوےٰ یہ ہے کہ اگر روزے تعلقات خصوصی کی وجہ سے ٹوٹے ہیں اور ایک ہی رمضان میں ٹوٹے ہیں تب تو ان کفاروں میں تداخل ہو جائے گا (۱۱) اور اگر وہ علیحدہ علیحدہ رمضانوں کے روزے ہیں تو تداخل نہیں ہو گا۔ ہر ایک روزہ کا کفارہ علیحدہ علیحدہ دینا پڑے گا (۱۲) اور اگر جماع کے علاوہ کسی اور چیز کی وجہ سے کفارہ واجب ہوا ہے تو ان میں تداخل ہو سکتا ہے ایک رمضان کے روزے ہوں خواہ کئی رمضان کے صرف ایک کفارہ سب کے لئے کافی ہو گا (۱۳) البتہ اگر پہلے کوئی کفارہ ادا کر چکا ہے تو پھر تداخل نہیں ہوگا۔ اور پہلا ادا شدہ کفارہ دوسرے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔

روزہ توڑنے والی وہ چیزیں جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر قضا واجب ہوتی ہے، کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

(۱) ناس لینا (۲) انیمہ لگوانا (۳) کان میں تیل ڈالنا (۴) لوہا، کنکر، لکڑی وغیرہ نگل جانا (۵) کلی کرتے وقت پانی کا حلق میں پہنچ جانا (۶) کان یا ناک میں دوا ڈلوانا (۷) قصداً منہ بھر کے قے کرنا (۸) بیوی کو چھیڑنے اور چھونے سے انزال ہو جانا (۹) لوبان یا عود وغیرہ دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا (۱۰) بھول کر کچھ کھا پی لیا ہو پھر یہ سمجھ کر کہ اب تو روزہ ٹوٹ ہی گیا ہے قصداً کچھ کھا پی لینا۔ (۱۱) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد کچھ کھا پی لینا (۱۲) بادل وغیرہ کی وجہ سے روزہ افطار کر لیا گیا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہے (۱۳) فطری اور غیر فطری طریق صحبت کے علاوہ اگر کسی طرح انزال منی کر دی گئی (۱۴) اگر روزہ دار عورت سے زبردستی جماع کیا گیا (۱۵) یا سونے کی حالت میں بے خبری میں (۱۶) یا اس کے جنون کی حالت میں جماع کیا گیا تو عورت پر کفارہ واجب نہ ہو گا

جن چیزوں سے روزہ نہ ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا نہ قضا واجب ہوتی ہے نہ کفارہ مکروہ بھی نہیں ہوتا۔

(۱) بھول کر کچھ کھا پی لینا خواہ پیٹ بھر کر ہی کیوں نہ کھا لیا ہو (۲) آنکھوں میں سرمہ لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) خوشبو سونگھنا (۵) تھوک یا سنک نکل جانا (۶) خود بخود قے ہو جانا خواہ کم ہو یا زیادہ (۷) ٹیکہ یا انجکشن لگوانا (۸) سر میں تیل لگانا (۹) آنکھوں میں دوا لگانا (۱۰) گرمی پیاس کی وجہ سے غسل کرنا خواہ متعدد بار ہی کیوں نہ ہو (۱۱) بلا ارادہ خود بخود مکھی، گرد و غبار یا دھوئیں کا حلق میں چلے جانا (۱۲) کان میں پانی پہنچ جانا۔ ارادۃً ہو یا بلا ارادہ (۱۳) سوتے میں احتلام ہو جانا (۱۴) دانتوں سے خون نکلنا بشرطیکہ حلق کے اندر نہ جانے پائے (۱۵) اگر احتلام یا صحبت کی وجہ سے غسل فرض ہو گیا مگر صبح صادق کے بعد کیا گیا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل اشیاء سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا

مگر مکروہ ہو جاتا ہے اس لئے احتیاط لازمی ہے۔

(۱) بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا (۲) نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا (۳) باوجود غسل فرض ہونے کے تمام دن ناپاک رہنا (۴) کسی مریض کے لئے خون دینا یا فصد کھلوانا (۵) غیبت، جھوٹ، چغلخوری، طعن و تشنیع کرنا (۶) گالی گلوچ کرنا آپس میں لڑنا جھگڑنا (۷) جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹا مقدمہ لڑنا اور اس قسم کے تمام معاصی کے ارتکاب سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے (۸) قصداً منہ بھر سے کم قے کرنا اگر روک سکتا ہو اور پھر نہیں روکی اور قصداً قے کر دی تو منہ بھر سے کم ہو گی تو فقط مکروہ ہے اور اگر منہ بھر کر یا اس سے زیادہ ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اس کی فقط قضا ہے۔ کفارہ نہیں اور اگر خود بخود قے ہو گئی تو مکروہ بھی نہیں ہو گا۔

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ کھولنے کی اجازت ہے

مندرجہ ذیل حالتوں روزہ کو توڑ دینا جائز ہے کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

(۱) بچھو، سانپ یا کوئی زہریلا جانور اگر کاٹ لے (۲) حاملہ عورت کی حالت اگر خراب ہونے لگے (۳) دودھ پلانیوالی عورت کو اپنی یا بچے کی جان کا خطرہ ہو جائے (۴) یا کسی شخص پر ایسے مرض کا حملہ ہو جائے کہ بغیر روزہ کھولے جان بچانا مشکل ہو (۵) مسافر کی حالت اگر بگڑنے لگے تو وہ خود توڑ سکتا ہے (۶) اگر کسی مقیم شخص کی حالت بگڑنے لگے تو اسے کسی مسلمان ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے مشورہ کے بعد کھولنا چاہیئے۔ اگر دیندار طبیب جان کا خطرہ بتلائے تو توڑ دے ورنہ نہ توڑے (۷) اگر کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ تڑوایا جائے اور اس کو واقعی جان کا خطرہ ہو تو روزہ توڑ سکتا ہے۔

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر قضا واجب ہو گی۔

شرعی مسافر جو کم از کم ۴۸ میل کی نیت کر کے گھر سے نکلا ہو بستی سے نکلتے ہی مسافر شمار ہو جاتا ہے (۲) بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو (۳) یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو (۴) جو عورت حاملہ ہو اور اس کو اپنی یا بچہ کی جان کا خوف ہو۔ (۵) جو عورت دودھ پلاتی ہو خواہ اپنے بچہ کو یا دوسرے کے بچے کو اور روزہ کی وجہ سے دودھ نہ اترنے کا اندیشہ ہو اور بچّہ کی ہلاکت یا کمزوری کا خوف ہو۔

ان مندرجہ بالا حضرات کے لئے بھی احترام رمضان ضروری ہے کھلم کھلا کھاتے پیتے نہ پھریں۔

روزہ کی قضا

اگر کسی عذر کی وجہ سے روزے چھوٹ گئے ہیں۔ تو مندرجہ ذیل طریق پر ان کی قضا ہو گی۔

(۱) جس عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیا گیا تھا جب وہ عذر ختم ہو جائے تو جلد از جلد روزوں کی قضا شروع کر دے (۲) قضا کرنے والے کو اختیار ہے چاہے ایک کر کے یا دو دو کر کے قضا کرے چاہے پے در پے اکٹھے رکھ لے (۳) اگر مسافر گھر لوٹنے سے پہلے یا مریض تندرست ہونے سے پہلے ہی مرجائے تو ان فوت شدہ روزوں کا نہ کوئی نہ گناہ ہے نہ کفارہ و قضا (۴) اور اگر تندرست ہونے کے بعد یا گھر واپس آ جانے کے بعد دس پانچ روز ایسے میسّر آ گئے ہیں کہ جن میں کچھ روزے قضا کر پایا تھا کہ انتقال ہو گیا تو باقی معاف ہیں (۵) البتہ اگر وقت بیسر آنے کے باوجود قضا کے روزے نہیں رکھے تو کل روزوں کا فدیہ دینے کی وصیّت کر دینا واجب ہے (۶) اگر مرنے والا وصیّت کر جائے تو اس کے مال سے فدیہ دلوایا جائے گا۔ اگر وصیّت نہ کی گئی ہو تو پھر بالغ ورثاء کو اختیار ہے۔ اگر وہ چاہیں تو مردہ کی طرف سے فدیہ دے سکتے ہیں۔

روزہ کا فدیہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں روزے کی بجائے فدیہ واجب ہوتا ہے۔

(۱) جو شخص اس قدر بوڑھا ہو گیا ہو کہ گرمی، سردی کسی وقت بھی روزہ نہ رکھ سکے اور مسلمان دیندار حکیم و ڈاکٹر اس کے لئے روزہ مضر اور مہلک بتلا دیں تو وہ شخص صدقہ فطر کے برابر ایک ایک روزہ کا فدیہ دے سکتا ہے (۲) اگر کوئی شخص ایسے مہلک مرض میں مبتلا ہو کہ اسے جانبر ہونے کا یقین نہیں ہے تو وہ بھی ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے سکتا ہے (۳) لیکن اگر یہ شخص کسی وقت چھوٹے سے چھوٹے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کے قابل ہو گیا تو روزے قضا کرنا ضروری ہوں گے۔ اور فدیہ کا ثواب علیحدہ مل جائے گا۔

افطار

افطار کے وقت مندرجہ ذیل امور کا لحاظ و خیال رکھیں۔

(۱) غروب آفتاب کا یقین ہو جانے کے بعد فوراً افطار کر لینا چاہیئے (۲) البتہ اگر بادل آندھی یا گردو غبار کی وجہ سے غروب ہونے میں شک ہو تو دو چار منٹ تاخیر کرنا مستحب ہے (۳) کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے (۴) اگر کسی دوسری چیز سے افطار کر لیں تب بھی گناہ نہیں ہوتا (۵) افطار کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

اور اگر یہ یاد نہ ہو تو اپنی مادری زبان میں ہی اللہ تعالیٰ کی اس توفیق اور ہمت عطا فرمانے پر شکریہ ادا کر دیا کریں۔

سحور

سحری کے لئے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) روزہ سے پہلے آخر رات میں سحری کھانا مسنون ہے اور اجرو ثواب کا باعث ہے (۲) نماز شب کے بعد جس وقت بھی سحری کھا لی جائے، سحری کی سنّت ادا ہو جاتی ہے۔ مگر رات کے آخری حصّہ میں کھانا افضل ہے (۳) سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی نہ ہو کہ صبح صادق ہو جائے۔ اور روزہ ہی جاتا رہے (۴) سحری سے

فارغ ہو کر دل ہی دل میں روزہ کی نیت کر لینا کافی ہے۔ (۵) لیکن اگر زبان سے بھی یہ دعا پڑھ لے تو بہتر ہے وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ۔

روزہ کے مختلف مسائل

(۱) رمضان کے دنوں میں قضا، کفارہ نذر اور نفل وغیرہ کی نیت کرکے اگر روزہ رکھا گیا تو وہ بھی رمضان ہی کا روزہ ہو گا اور اگر کسی قسم کا نہیں ہو سکتا (۲) اگر کوئی شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہا۔ (۳) اگر روزہ کی نیت کر لی گئی مگر ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تو کھانے پینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ وقت شروع ہونے سے پہلے نیت کر لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی (۴) قضا اور کفارہ کے روزہ کی نیت رات ہی سے کرنا ضروری ہے اگر رات سے نیت نہ کی گئی تو یہ روزہ نفل ہو گا قضا و کفارہ نہ ہو گا (۵) اگر خدانخواستہ کوئی شخص سارے رمضان مجنون رہا تو اس پر تندرستی کے بعد ان روزوں کی قضا نہیں ہے۔ البتہ ایک دن کو بھی رمضان میں ہوش و ہواس ٹھیک ہو گئے تو پچھلے روزوں کی قضا ہو گی اور آئندہ روزہ رکھنا فرض ہو گا (۶) اگر کوئی شخص پورے رمضان بے ہوش رہے یا کچھ دن رہے۔ بہر حال اس پر تندرست ہو جانے کے بعد قضا واجب ہے (۷) نابالغ بچہ اگر روزہ توڑ دے تو اس پر نہ قضا واجب ہے نہ کفارہ

تراویح

(۱) رمضان شریف کے مہینے میں روزانہ نماز عشاء کے بعد بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے (۲) بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعت کی نیت باندھی جائے لیکن اگر چار کی نیت باندھ لیں تب بھی جائز ہے (۳) تراویح میں ایک قرآن سے زائد مقتدیوں کے شوق اور رغبت کے مطابق پڑھایا جا سکتا ہے یہاں تک کہ اگر سب قرآن سننے کے شوقین ہوں تو روزانہ ایک قرآن بھی پڑھا جا سکتا ہے اور اگر شوق نہ ہو یا قرآن پاک کی بے حرمتی کا خدشہ ہو تو مکروہ ہے (۴) نابالغ بچوں کو تراویح میں بھی امام بنانا جائز نہیں ہے (۵) تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ مستحب ہے۔ لیکن اگر مقتدیوں کی گرانی کی وجہ سے تخفیف کر دیں تو جائز ہے (۶) جو شخص بعد میں آ کر شریک ہوا ہو وہ پہلے اپنے فرض ادا کرے اس کے بعد تراویح میں شرکت کرے۔ (۷) اگر کسی غلطی کی وجہ سے عشاء کے فرض نہ ہوئے ہوں اور ان کا اعادہ نہ کرنا پڑے تو ان کے بعد جس قدر تراویح پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ کرنا ہو گا۔ اس لئے کہ تراویح میں شرکت کرے (۸) اگر کسی غلطی کی وجہ سے تو ان فرضوں کے بعد والی تراویح بھی نہیں ہوئی (۹) اگر کسی شخص کی کچھ تراویح چھوٹ جائیں تو وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ لے اور تراویح بعض کو قضا کر دے (۱۰) سارے قرآن شریف میں کسی ایک سورت کے شروع میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا واجب ہے (۱۱) قرآن پاک کے ختم کے روز قل ہو اللہ کو تین مرتبہ پڑھنا ضروری نہیں ہے (۱۲) تراویح خود تو سنت مؤکدہ ہے مگر تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ اگر بعض لوگ جماعت سے پڑھ لیں اور باقی بغیر جماعت کے تو جائز ہے مگر یہ لوگ مسجد کے ثواب سے محروم رہیں گے (۱۲) اگر کسی جگہ قرآن سنانے والا حافظ نہ مل سکے یا اجرت طلب کرے تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے تراویح پڑھ لیں مگر قرآن پر اجرت نہ دیں کہ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے محض بوجہ مجبوری صرف تعلیم پر اجرت کو جائز قرار دیا ہے تلاوت پر جائز نہیں ہے۔ لینا دینا دونوں گناہ ہیں (۱۳) تراویح میں اس قدر جلدی قرآن پاک پڑھنا کہ جس سے حروف کٹنے لگیں اور صاف صاف الفاظ سمجھ میں نہ آویں بڑا گناہ ہے۔ اس صورت میں نہ امام کو ثواب ملتا ہے نہ مقتدیوں کو۔

شبینہ

اگر رمضان شریف میں شبینہ کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک تراویح میں ختم کیا جائے۔ اس لئے کہ نفلوں کی جماعت اور اس کے لئے بلاوہ خفیہ کے لئے مکروہ ہے (۲) اگرچہ ایک شب میں بھی پورا قرآن پڑھنا جائز ہے مگر کیونکہ اس میں ترتیل و تجوید کی رعایت نہیں ہو سکتی اس لئے تین روز میں ختم کرنا بہتر ہے (۳) شرکت کرنے والے نماز کے ساتھ شرکت کریں محض کھیل تماشا نہ بنائیں کہ حافظ صاحب تو قرآن پڑھ رہے ہیں اور لوگ چائے نوشی اور سگریٹ کشی میں مشغول ہیں اس طرح قرآن پاک کی توہین ہوتی ہے اور بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے (۴) شبینہ کے لئے زور ڈال کر اور مجبور کرکے لوگوں سے چندہ وصول نہ کیا جائے (۵) محض تلاوت قرآن پاک اور سماع قرآن مقصود ہو نام آوری اور فخر و مباہات پیش نظر نہ ہو (۶) شبینہ کے وقت کوئی شور و شغب نہ ہو۔ مسجد کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھا جائے۔

اعتکاف

عشرہ اخیرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے جس کے لئے مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے

(۱) ۲۰ر رمضان المبارک کو غروب آفتاب سے عید کا چاند نظر آنے تک ایسی مسجد میں قیام کرنا جہاں با جماعت نماز ہوتی ہے (۲) پیشاب، پاخانہ، غسل واجب اور وضو وغیرہ ایسی حاجات ضروریہ جو مسجد میں پوری نہ ہوں ان کے علاوہ اور کسی کام سے مسجد سے باہر نہ نکلے (۳) اعتکاف کے زمانہ میں خاموش رہنا بھی مکروہ ہے البتہ بیکار اور فضول باتوں سے پرہیز کرے (۴) اپنا وقت زیادہ تر نوافل، تلاوت اور ذکر و شغل میں ہی گزارے (۵) اگر کسی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے مگر صرف اتنا پہلے کہ سنتیں پڑھ کر خطبہ مسنونہ (عربی) سن سکے (۶) اگر جامع مسجد میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے تو اعتکاف میں کوئی خرابی نہیں آتی (۷) غسل جمعہ یا گرمی کے غسل کے لئے معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے (۸) اگر طبعی اور شرعی ضرورت کے علاوہ بھول کر یا جان کر ایک منٹ کے

باقی ص ۱۴ پر

مُفید معلُومات

برائے

زائرینِ حرمین الشریفین

از الحاج محمد عثمان غنی، بی۔ اے واہ کینٹ

مکہ شریف میں عقیدوں کی بحثیں نہ کریں ہر مسلمان کا کعبہ ایک ہے وہاں بھی جھگڑے نہ کریں۔

ایامِ حج میں آپ کو مکہ سے نکل کر منیٰ جانا ہو گا وہاں پورا دن قیام کرنا ہو گا جنگل پہاڑیں ٹھہرنا ہو گا۔ معلم کا ٹینٹ ہو گا آپ معلم کی اجازت کے بغیر ہرگز جگہ نہ چھوڑیں ورنہ بھول جائینگے ساتھ کھانے پکانے کا بندوبست لے کر چلیں۔ اُس روز ٹرانسپورٹ کافی مہنگی ہو گی منیٰ میں آپ کو ظہر عصر مغرب عشاء اور اگلے روز کی نمازِ فجر ادا کرنی ہو گی۔ یعنی وہاں کی پانچ نمازیں ہوں گی۔ یہ ۸ ذی الحجہ کا دن ہو گا اور ۹ ذی الحجہ کو نمازِ فجر کے بعد آپ کو عرفات جانا ہے۔ سورج نکلنے کے بعد چل دیں اور بلند آواز کے ساتھ تلبیہ پکارتے ہوئے عرفات کا راستہ لیں۔ اُس دن عجیب سماں ہو گا سارے لوگ لاکھوں کی تعداد میں سوئے عرفات جاتے ہوئے لبیک لبیک کے ترانے گاتے ہوں گے۔ دوپہر کے وقت زوال سے حج کا وقت شروع ہو جاتا ہے عرفات کا وقوف فرض ہے اور سورج غروب ہونے تک ہے یہاں پر ہر دُعا قبول ہے رو رو کر اپنے گناہ معاف کرائیں ہر مراد ملے گی۔ احقر کی استدعا ہے کہ اسے بھی بھولیں ظہر کی اور عصر کی نماز مقامی لوگ ملا کر پڑھتے ہیں آپ الگ الگ وقتوں میں ادا کریں اپنے خیمہ ہی میں جماعت کرا لیں۔ سورج چھپ جانے کے بعد میدانِ عرفات سے نکل جائیں وہاں مغرب کی نماز نہ پڑھیں واپس چلے آئیں راستے میں مزدلفہ کے مقام پر مغرب اور عشاء ملا کر ادا کریں۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے اذان کہیں پھر ایک شخص امام بنے اور ۳ رکعت مغرب کے فرض باجماعت ادا کریں پھر دوسری آیات کہہ کر ۴ فرض عشاء کے ادا کریں پھر دو سنت مغرب کی پڑھیں اور اسی طرح باقی نمازِ عشاء مکمل کریں۔ رات یہاں ہی کھلے میدان میں گزاریں۔ وہاں مشعر الحرام کے قریب ہی ڈیرہ لگائیں تو بہتر ہے۔

صبح سورج طلوع ہونے کے بعد یہاں سے منیٰ کی طرف واپس چلیں مگر چلنے سے قبل ۷ کنکریاں چُن لیں یہاں زمین عام کنکریاں ملتی ہیں کنکریاں موٹے چنے سے بڑی نہ ہوں۔ رُومال میں باندھ لیں منیٰ آ کر ۷ کنکریاں مٹھی میں لے کر آپ بڑے شیطان (جمرۃ العقبہ) کے پاس آئیں بہت بھیڑ ہو گی باوجود وسیع راستوں کے راستہ نہ ملے گا تکلیف ہو گی صبر کریں اگر پاؤں سے جُوتا نکل جائے تو نیچے نہ جھکیں ورنہ پاؤں تلے روندے جائیں گے آگے ہی بڑھیں۔ شیطان ایک دیوار نما جگہ ہے اوپر بجلی کی بتی لگی ہے جس پر عربی میں (جمرۃ العقبہ) سُرخ رنگ سے لکھا ہو گا۔ یہاں اُس کے قریب آ کر آپ نیت کریں کہ اللہ کے حکم سے شیطان کو کنکر مار رہا ہوں اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے دائیں ہاتھ کی پہلی انگلی اور انگوٹھے سے پکڑ کر زور سے شیطان کے سر پر ماریئے کنکر نیچے گرے گا تو شیطان کے آگے ایک چھوٹی سی دیوار ہو گی اُس کے اندر گرے ورنہ دوبارا مارنا پڑے گا۔ سات کنکر اسی طرح مارتے جایئے اُس کے بعد قربانی کے لئے جایئے ہر قسم کا جانور مل جائے گا قربانی کر کے سر منڈوایئے اور غسل کر کے کپڑے بدل کر پھر مکہ شریف جایئے طواف زیارت کر کے شام تک پھر منیٰ ہی آ جایئے۔ رات کو رہ کر صبح اُٹھیے تو پھر ۲۱ کنکر لے کر تین شیطانوں کو ۷، ۷ کنکر ماریئے۔ اسی طرح ۳ دن کیجئے۔ ۲۱ × ۳ = ۶۳ کنکر ہو گئے اور ۷ کنکر پہلے دن آپ نے مارے تھے ۶۳+۷=۷۰ کنکر ختم ہو گئے۔ الحمد للہ آپ کا حج پورا ہو گیا۔ مبارک ہو۔ اس میں ایک بات یاد رکھیں حج کے بعد ہر حاجی یہ یقین کر لے کہ اللہ نے میرے گذشتہ سارے گناہ بخش دیئے ہیں ورنہ گناہگار ہو گا حج کی مختلف اقسام ہیں اس لیئے اس مختصر تحریر میں ہر قسم کا احاطہ مشکل ہے آپ عالموں سے پوچھ لیں یا مفصل کتابوں کا مطالعہ فرماویں۔ اپنے کمزور اور اَن پڑھے ساتھیوں کی مدد کریں کسی کے کام آنا بڑا ثواب ہے۔

مکہ شریف سے آپ کو مدینہ منورہ جانا ہے یہ ۲۲۰ میل کے قریب جگہ ہے۔ اب آپ مکہ چھوڑنے سے پہلے طوافِ وداع کریں اور رُو رُو کر کعبہ سے جُدا ہوں اور دعا کریں کہ اے اللہ بار بار اس پاک گھر کی زیارت نصیب فرما آپ کا معلم آپ سے مکہ شریف سے مدینہ منورہ کا کرایہ لے کر سعودی حکومت کی وزارت الحج والاوقاف کے پاس رئیس المعلمین کی وساطت سے جمع کرا کے بس لے آئے گا اور آپ مکہ معظمہ سے رُخصت ہونے سے پہلے اپنے ساتھ لائے ہوئے ٹین یا کنستر میں آب زم زم بھر لیں وہاں جگہ جگہ فلسطینی مہاجر ٹانکہ لگانے والے ملتے ہیں اُن سے قلعی کا مضبوط ٹانکہ لگوا لیں اور دوسرے سامان کے ہمراہ معلم کے پاس ہی مکہ شریف میں چھوڑ دیں اور خود ضروری سامان ساتھ لے کر مدینہ شریف رُخصت ہو جائیں آپ کا سامان واپس آنے پر جدہ میں معلم خود پہنچا دے گا آپ وہاں رسید دکھا کر سامان لے لیں گے۔ بس کے ڈرائیور رات بھر گاڑی چلائیں گے اُن کو انعام کے طور پر چند روپے دیتے وقت بُرا نہ منائیں۔ راستے میں بدر کا مقام آئے گا وہاں شہداء بدر کی ارواحِ طیبہ کو ایصالِ ثواب کریں جب مدینہ منورہ آئے تو آپ درود شریف کی کثرت کریں بلکہ مکہ سے روانگی کے وقت ہی درود شریف پڑھنا شروع کر دیں۔ مدینہ شریف کی حد میں داخل ہوتے وقت اللہ سے رُو رُو کر دعا کریں کہ اے اللہ اس سلامتی اور نور بھرے شہر کی سب سے مقدس ذاتِ اقدس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت جلد نصیب فرما اور اس پر خدا کا شکر بھی بجا لائیں، وہاں پر آپ کی گاڑی

روک دی جائے گی اور حکومت سعودیہ کے مقرر کردہ آفیسر آپ کا بڑی شیریں زبان میں استقبال کریں گے وہ عربی ہوں گے مگر آپ سے اردو میں بات کریں گے اور آپ کو سلام کے بعد مدینہ شریف میں داخلے پر خوش آمدید کہیں گے۔ اُن کی زبان اتنی میٹھی ہو گی کہ آپ کو بے ساختہ اُن سے محبت ہو جائے گی۔ اس کے بعد وہ آپ لوگوں سے بس میں بیٹھے بیٹھے فرداً فرداً پوچھیں گے کہ آپ کا مدینہ شریف میں معلم کون ہے۔ خیال رہے کہ مکّہ کا معلم اور ہے اور یہاں آپ کو نیا معلّم کرنا پڑے گا اس کا فیصلہ مکّہ سے چلنے سے قبل ہی کرنا ہو گا۔ آپ کے پاسپورٹ ڈرائیور کے پاس ہوں گے وہ سب اُن آفیسروں کو دکھا کر اُن پر آپ کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی مہریں لگوائے گا یہ آپ کا دخولِ مدینہ ہے۔ جب آپ یہاں سے فارغ ہوں گے تو بس چل پڑے گی اور مدینہ طیبّہ کے وسط میں جا کر اپنے اڈے پر آپ کو اُتار دے گی وہاں آپ کو آپ کے معلم کے حوالے کر دیں گے آپ سامان اُتار کر وہاں کی گدھا گاڑی جس کو وہاں بار برداری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اُس میں سامان رکھیں اور ساتھ ہی بیٹھ بھی جائیں معلّم کے پاس جا کر اپنا اندراج کریں اور رہائش کا بندوبست کریں۔ جلد از جلد فارغ ہو کر سیدھے حرم نبوی میں جائیں۔ باب السّلام سے داخل ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ مطہرہ پر حاضر ہوں۔ بڑی پُرنور جگہ ہے آپ کو خدا نے دوجہان کے سردار کے دربار میں حاضری کا موقعہ بخشا ہے وہاں ادب سے کھڑے ہو کر سلام اور درود بھیجیں۔ اللہ کے حبیبؐ آپ کا سلام سُنیں گے اور جواب عنایت فرمادیں گے اسی نسبت سے حضور قیامت کے روز آپ کو پہچان لیں گے اور آپ کی سفارش کریں گے۔ یہاں شوروغل مچانا درست نہیں ہے ادب کا مقام ہے حضورؐ کے بارے میں حیات النبی کا عقیدہ رکھتے ہوئے حاضری دیں حضور انور مع الجسد روضۂ مطہرہ میں زندہ موجود ہیں اور ہم اپنی اس دنیا میں اتنی باعظمت ہستی کے دربار میں آئے ہیں لہٰذا بے ادبی اور گستاخی نہ ہونے پائے ورنہ اعمال برباد ہو جائیں گے۔ ذرا سا دائیں ہاتھ کو سرکیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا جھروکہ مبارک ہو گا وہاں بھی سلام عرض کریں اس سے ذرا اور دائیں ہاتھ کو ہوں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جھروکہ آئے گا وہاں بھی سلام عرض کریں اس کے بعد باب جبریل پر آئیں جو حضرتِ عمرؓ کے جھروکہ کے پاس ہی سے وہاں دعا کریں اور پھر ریاض الجنّۃ میں آ کر دو نفل حضورؐ کے محراب میں ادا کریں اور خیرو برکت طلب کریں۔ روضۃٌ من ریاض الجنّۃ بڑی ہی پُر نور جگہ ہے آپ اگر تہجّد کے وقت وہاں پہنچ کر سکون سے نماز اور تلاوت کا مزا لیں تو دیکھیں کیسی مبارک جگہ ہے آپ اب محسوس کریں گے کہ ایک نور کا تالاب ہے جس میں آپ بیٹھے ہیں۔ وہاں بہت سے باعظمت ستون ہیں وہاں کی برکات بھی حاصل کریں اور جگہ جگہ دعائیں کریں مسجد نبوی میں تلاوت کی اور درود شریف کی کثرت کریں۔ اصحابِ صفّہ کی جگہ پر تلاوت کا بڑا مزہ آئے گا حضورؐ کے محرابِ تہجّد کے پاس بھی نماز پڑھیں ایک بات کا خاص لحاظ رکھیں کہ حضور کے روضۂ مقدسہ کا طواف نہ ہونے پائے۔ چاروں دیواروں کے گرد نہ پھریں کیونکہ سوائے کعبۃ اللہ کے کسی جگہ کا طواف جائز نہیں ہے چاہے وہ روضۂ اطہر ہو یا کسی اور مقدّس مقام کا طواف ہو نا جائز ہے۔ ویسے تو ہمارے ہاں جہلاء پیروں کے مزاروں کا بھی طواف کرتے ہیں یہ سرا سر جہالت ہے اس سے بچیں جب تک آپ کا قیام مدینہ شریف میں رہے وہاں باجماعت مسجد نبوی میں نماز ادا کریں ہم نمازوں پر جنّت کی بشارت ہے اور دوزخ حرام ہے اس لئے ہر ممکن طریقہ سے اس کا اہتمام کریں۔ ہمارے محترم و مکرّم حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب پہلے مدینہ طیبّہ میں تھے آجکل وہ مکّہ معظمہ میں قیام پذیر ہیں اس لئے آپ اُن کو یہاں نہ ڈھونڈیں وہ مکّہ شریف میں ہیں اور اُن کی پہچان یہ ہے ہر وقت طواف میں ہوتے ہیں سارے لوگوں سے باہر باہر گھیرے میں آہستہ آہستہ قدم اُٹھا کر چلتے ہیں لمبا سفید کرتہ سفید ٹوپی اور شلوار پہنے ہوں گے داڑھی کے بال زیادہ سفید ہوں گے شکل بالکل حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب کی طرح اور اُن کی ہی جیسی عینک ہو گی ہاتھ میں لمبی ساری کالی پرانی گھسی ہوئی تسبیح ہو گی جس پر وہ پڑھتے رہتے ہیں آپ یقیناً اپنے عقیدت کے جذبات کے تحت اُن کے قریب ہونے کا شوق رکھیں گے مگر مہربانی فرما کر اُن سے صرف مصافحہ کریں اور وہ بھی طواف کے دوران اُس کے بعد اُن کے پیچھے پیچھے نہ چلیں نہ ہی اپنے لمبے چوڑے تعارف کرائیں اُن کو اس سے تکلیف ہوتی ہے جس طرح آپ حضرات لاہور میں حضرت مولانا انور صاحب سے اپنی لمبی چوڑی کہانیاں کہتے ہیں وہ یہ نہیں سنتے یہاں اللہ نے ہیں پُر جمال جانشین شیخ التفسیر عطا فرما دیئے ہیں جو ہماری دلجوئی کر دیتے ہیں لہٰذا آپ وہاں ان کا وقت زیادہ نہ لیں صرف سلام اور مصافحہ تک ہی محدود رہیں وہ زیادہ باتیں بھی نہیں کرتے بس عبادت ہی میں رہتے ہیں۔ مسجد نبوی رات کو عشاء کے بعد بند ہو جاتی ہے۔ مدینہ طیبّہ کے کسی آدمی کو بُرا نہ کہیں نہ ہی کسی سے جھگڑا کریں۔ یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں۔ ان کا بے حد ادب کریں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ

میں درس قرآن

سورۃ المائدۃ

مرتبہ محمد عثمان غنی بی۔ اے

منعقدہ ۳۱ جولائی ۱۹۶۶ء

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥
بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ط اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ط فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٥

(صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ)

میرے محترم بھائیو اور بزرگو!

اللہ تعالے کا بے حد احسان ہے کہ اس نے آج پھر ہمیں اپنا کلام مبارک سننے کے لئے اور سنانے کے لئے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالے ہم سب کو عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

میرے دوستو! دنیا میں چند ایک ایسے مراکز ہیں۔ جن کے ساتھ متعلق ہونے سے اللہ تعالے دنیا بھی بہتر فرما دیتے ہیں اور قیامت کی بہتری کا بھی یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالے کا نام۔ اللہ تعالے کا کلام، اللہ تعالے کا گھر اور اللہ تعالے کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت اور تعلق۔ اور چار مقامات مسلمانوں کے لئے دینی اور دنیاوی مرکز ہیں۔ اگر ان چاروں کے ساتھ نسبت اور تعلق قائم ہو جائے۔ تو بڑا ہی خوش نصیب وہ انسان ہے۔ الحمدللہ قرآن مجید کے ساتھ یہ ربط آپ کے اور میرے درمیان تقریباً دو سال سے قائم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ ایک مجھ جیسا گناہ گار انسان بے دست و پا انسان۔ آپ بزرگوں کی دعاؤں کی وجہ سے۔ اور آپ کی محبت کی وجہ سے آخری اتوار کو قرآن سننے اور سنانے کے لئے حاضر ہو جاتا ہے اللہ تعالے ہم سب پر اپنا کرم و فضل فرمائیں۔ اور ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

پچھلی نشست میں سورہ المائدہ کی پہلی آیت پڑھی گئی تھی۔ لیکن آج سورہ المائدہ کی تیسری آیت کو پڑھا گیا ارشاد باری تعالے ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ حرام کر دیا تم پر (اے مسلمانو) چونکہ اس آیت کے، اس سورت مقدسہ کے مخاطب مسلمان ہی تو ہیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ط (پہلی شروع کی آیت میں آتا ہے) خطاب فرمایا حُرِّمَتْ۔ حرام کر دیا گیا تم پر۔ اَلْمَيْتَةُ مراد حرام کھانا۔ یعنی کھانا ان کا تم پر حرام ہے۔ حرام کر دیا گیا تم پر کھانا مَيْتَة کا مَيْتَة اس جاندار جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کے ساتھ تو حلال ہو سکے۔ لیکن اپنی موت مر جائے اسے کہتے ہیں مَيْتَة۔ میّت سے مشتق ہے جو جانور اگرچہ شرعاً تمہارے لئے حلال تھا۔ اگر تم اس کو ذبح کر کے کھاتے۔ شرعی طور پر ذبح کرتے تو وہ تمہارے لئے حلال ہوتا۔ لیکن وہ از خود دم گھٹ کر مر گیا اسے کہتے ہیں مَيْتَة اس کا کھانا تم پر حرام ہے۔

آپ میں سے اکثر لکھے پڑھے دوست ہیں کہ عرب کا علاقہ جغرافیائی اعتبار سے ایک ریگستانی اور غیر آباد قسم کا علاقہ تھا، وہاں پر عموماً ان چیزوں کے کھانے پینے میں کوئی باک نہیں سمجھا جاتا تھا۔ تو ارشاد فرمایا کہ تم پر حرام کر دیا گیا میتۃ ہمیشہ کے لئے۔ جو جانور اگرچہ شرعی طور پر حلال ہو لیکن ذبح کے بغیر اگر خود مر جائے یا تم نے نہ ذبح کیا اسے چھوڑ دیا اور وہ مر گیا تڑپ تڑپ کر۔ تو اس کا کھانا تم پر حرام ہے۔ وَالدَّمُ۔ اور حرام ہے تم پر خون بھی۔ یہاں پہ آیت مجمل ہے دوسری جگہ فرمایا أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا۔ سفح کہتے ہیں بہنے کو۔ وہ خون جو کسی جاندار کے بدن میں چلتا پھرتا ہے۔ اسے کہتے ہیں۔ دَمِ مَسْفُوح وہ خون جو بہتا ہو جو ذبح کے وقت کسی جاندار کے بدن سے نکلتا ہے اور اسی لئے ذبح کیا جاتا ہے کہ دَمِ مسفوح میں زہریلے اثرات ہیں اور جب ذبح کیا جاتا ہے تو وہ خون اس جانور کے بدن سے نکل جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کا گوشت شرعی نقطۂ نظر سے پاک ہو جاتا ہے۔ (اگرچہ علماء نے لکھا ہے کہ طبّی طور پر وہ پاک صاف ہو جاتا ہے) ہمیں اس قصّے کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالے نے جب حکم فرمایا کہ تم پر خون حرام ہے۔ تو یہاں خون سے مراد کونسا خون ہے؟ دَمِ مفسوح وہ خون جو رگوں میں دوڑتا پھرتا ہے وہ بھی تم پر حرام ہے۔ عربوں میں یہ دستور تھا اب بھی جنگلی علاقوں میں بعض بعض جگہ پر یہ دستور ہے کہ دم مسفوح کو لوگ کھاتے ہیں۔ بنگال کے بعض قبائلی علاقوں میں جہاں کہیں ذبیحہ ہو تو وہ لوگ آ کر ذبیحے کی گردن پر منہ رکھ کر یہ دَمِ مسفوح پی لیتے ہیں قرآن مجید نے مسلمانوں کو خطاب کیا کہ تم پر دم مسفوح بھی حرام ہے۔ دم مسفوح کی حرمت کی وجہ سے میتۃ حرام ہُوا۔ کیونکہ جب جس جانور کو ذبح نہیں کیا گیا وہ خون اندر ہی بند رہا تو وہ خون چونکہ حرام ہے اس لئے اس خون کی حرمت نے گوشت کو بھی حرام کر دیا۔

وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ۔ اور حرام ہے تم پر خنزیر کا گوشت بھی۔ یہاں پر چونکہ بحث ہو رہی ہے 'ماکولات'، میں نے اپنی نشست میں عرض کیا ہے۔ کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے ان تمام آیتوں کو میرے بزرگو جمع کر لیا جائے جو آیتیں اس مسئلے کے متعلق ہوں۔ بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے۔ میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ آج

کل قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے ہمارے بھائی نہ کسی گرامر کو ضروری سمجھتے ہیں۔ نہ کسی ضابطے اور قاعدے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ تعالےٰ عنہما) نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں جن کو ترجمان القرآن کا خطاب دیا گیا ہے انہوں نے میرے بزرگو! آٹھ سال میں سورۂ بقرہ پڑھی ہے۔ آٹھ سال میں عبداللہ ابن عباس تو آٹھ سال میں سورہ بقرہ سمجھ لیں اور خود قرآن مجید کو جاننے والے میرے بھائی جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کتنی مدت میں نازل ہوا؛ امام الانبیاء کی عمر شریف چالیس سال تھی جب آپ پر قرآن نازل ہونا شروع ہوا۔ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو شرف نبوت سے نوازا تو سب سے پہلی آیت، سب سے پہلا ارشاد جو فرمایا وہ کیا ہے؟ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ یہ پہلی آیت ہے جو نازل ہوئی امام الانبیاء پر جب حضور کی عمر تھی چالیس سال کی۔ پھر تئیس سال کی مدت میں تَنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ قرآن آہستہ آہستہ نازل ہوتا رہا۔ تئیس سال کی مدت میں امام الانبیاءؐ کی عمر ۶۳ سال تھی قرآن نے فیصلہ کیا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نبی سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھانے والے اللہ تعالےٰ اور درمیان جو واسطہ ہے، ذریعہ ہے وہ کون ہے عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ جبرئیل آمین کو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ امام الانبیاء کو قرآن کس نے سکھایا اس جبرئیل نے جو بڑی طاقتوں کا مالک ہے سکھانے والے اللہ تعالےٰ ذریعہ جبرئیل آمین اور سیکھنے والے معصوم برحق۔ نبیؐ کامل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کتنی مدت میں قرآن سیکھا؟ تئیس سال میں قرآن سیکھا۔ اور صحابۂ کرام تو سالوں سال لگا دیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تئیس سال میں خود قرآن مجید کو سیکھیں، اللہ کے نبی اور ہمارا یہ حال ہے کہ نہ گرامر آتی ہے، نہ صرف ہے، نہ نحو ہے نہ معانی ہیں نہ اصول ہیں نہ بدیع ہے نہ فقہ جانتے ہیں نہ حدیث جانتے ہیں دو کتابیں کسی کی پڑھ لیں اور قرآن مجید کی "تفسیر" لکھ دی ہیں انہی مفسروں کی ایک بات کہہ رہا ہوں میں کسی پر اعتراض نہیں کرتا، میں تو بڑا گناہ گار طالبعلم قسم کا آدمی ہوں۔ جو میں دیکھتا ہوں وہ بدلائل بیان کرتا ہوں۔ کبھی اللہ تعالےٰ ایسی توفیق نہ دے کہ کسی پر کوئی الزام لگایا جائے۔

ہمارے پاکستان کے ایک "مجتہد" نے ایک کتاب لکھی ہے اس نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ کو حرام کیا ہے کہ تم پر خنزیر کا گوشت حرام ہے، قرآن نے یہ نہیں بتایا کہ خنزیر کا بال حرام ہے۔ یا نہیں۔ خنزیر کی کھلڑی حرام ہے یا نہیں شاید مقصود یہ ہو۔ کہ خنزیر کی کھلڑی کی پوستین بنالیں وہ پہن لیں کیونکہ قرآن میں لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ آیا ہے۔ اس لئے میں نے قاعدہ بیان کر دیا ہے۔ میرے بزرگو قرآن مجید کو سمجھنے کے جہاں ایک آیت آئے اس کو دوسری جگہ تلاش کرو دیکھئے قرآن مجید نے دوسری جگہ کیا فرمایا خنزیر کے متعلق؟ اِنَّهٗ رِجْسٌ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ خنزیر سراپا گندگی ہے۔ رِجْسٌ کہتے ہیں گوبر کو، غلاظت کو، فرمایا خنزیر سراپا گندگی ہے۔ فَاجْتَنِبُوْهُ۔ تم خنزیر سے بچو لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ وہاں گوشت کا ذکر نہیں ہے یہاں پر فرمایا تم پر حرام ہے خنزیر کا گوشت کیونکہ بات کھانے پینے کی تھی اس لئے لحم زیادہ کیا ہے۔ ورنہ خنزیر نجس کلّی ہے اسلام میں دو چیزوں کو کلی طور پر حرام کیا گیا ہے۔ ان کے چمڑے کو، ان کے گوشت کو۔ ان کے بالوں کو۔ ان کی ہڈیوں کو، ہر چیز کو۔ ایک کو بوجہ نجاست کاملہ کے اور ایک کو بوجہ شرافت کاملہ کے۔ خنزیر نجس العین ہے تمام مذاہب میں تمام دینوں میں خنزیر نجس العین ہے اس کا گوشت اس کی ہڈیاں۔ اس کا چمڑا۔ اس کے بال نجس العین ہیں۔ حقیقت میں پوری ذات اس کی پلید ہے بوجہ نجاست کے خنزیر حرام ہے اور دوسری چیز ہے۔ اشرف المخلوقات، انسان۔ انسان کی ہڈی حرام استعمال نہیں کر سکتا ورنہ اس ترقی کے زمانے میں تو جناب باپ کے چمڑے کے بوٹ بنا کر پہن لیتے ترقی ہو گئی ہے "ترقی" گیا ہے مسلمان کہاں سے کہاں پہنچ گیا انسان کا چمڑا! ناقابل استعمال انسان کی ہڈی ناقابل استعمال انسان کا سارا بدن واجب التعظیم اور واجب التکریم ہے جب تک زندہ رہے تو چاہیئے کہ اپنے بدن کے اعضا کو خود سنبھالے۔ ناخنوں کو دفن کر دے (پچھلے درس میں بھی میں نے عرض کیا تھا) بالوں کو دفن کر دے۔ اپنے بدن کے اعضا کو دفن کر دے۔ بلکہ بعض کتابوں میں تو یہ بھی ہے کہ تھوک تک کو دفن کر دے۔ یہ ساری چیزیں گواہ ہوتی ہیں۔ میرے بزرگوار ہمارے بدن کے سارے اعضا ہمارے کھانے پینے کے برتن، یہ سب گواہ ہیں ہمارے میں کل پرسوں ہی ایبٹ آباد میں عرض کر رہا تھا وہاں جس مسجد کے ساتھ میرا مکان ہے وہ نئی مسجد بنی ہے۔ اب جب آیا تو میں نے دیکھا کہ مسجد میں بڑی ٹوپیاں پڑی تھیں۔ پانچ چھ ٹوپیاں رہیں فتویٰ نہیں دیتا۔ یہ تو علماء کا کام ہے میں تو طالب علم آدمی ہوں) قرآن مجید نے کیا فرمایا۔ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ جب تم مسجد میں آنے لگو تو اپنی زینت کو اختیار کرو۔ زِيْنَتَكُمْ (یہاں پر طلباء موجود ہوں گے) زِيْنَتَكُمْ "کُمْ" فرمایا اپنی زینت کو تم قابو میں رکھو۔ اپنا لباس اچھا پہن کر آؤ اپنی ٹوپی اچھی پہن کر آؤ، مسجد میں پہنچ کر رب العالمین کے سامنے سربسجود ہو جاؤ۔ اب ہم نے اتنی آسانیاں کر دیں کہ مسجد میں ٹوپی رکھ دی۔ ہم باہر سے آتے ہیں، سر ننگا ہے، اللہ کے گھر میں پہنچتے ہیں، وضو کیا، نمازی بنے (اللہ سب کی نمازوں کو قبول کرے میں مشورہ دے رہا ہوں۔ بات کہہ رہا ہوں۔ فتویٰ نہیں دے رہا فتویٰ تو علماء کا کام ہے) مسجد میں پہنچتا ہے۔ ٹوپی ساتھ نہیں لاتا، رومال نہیں لاتا۔ کچھ بھی نہیں لاتے۔ اس لئے کہ پتہ ہے کہ مسجد میں ٹوپی پڑی ہے۔ آیا وضو کیا ٹوپی اٹھائی سر پہ رکھ لی۔ اور نماز پڑھ لی اور ٹوپی کو اس طرح پھینکتا ہے جس طرح فٹ بال کو پھینکتا ہے۔ فٹ بال پھینک کر باہر چلا گیا ٹوپی پھر دوسرا پہن لیتا ہے۔ اللہ کے بندے! یہ ٹوپی تیری گواہ بن گئی قبر میں تجھے کام دیگی، قیامت کے دن کام دے گی اس ٹوپی کے ساتھ تو نے اللہ کے سامنے سجدہ کیا اسے تو پھینک کر چلا گیا۔ (باقی آئندہ)

روح القرآن

قسط نمبر ۲

ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی

احکام الٰہیہ اور ان حقائق و معارف کو جو پہلی کتابوں میں نہایت مجمل طور پر مذکور تھے کافی تفصیل سے بیان کرتا ہے۔

قرآن خدا کا کلام ہے اس کا اصلی معلّم رحمان ہے گو فرشتہ کے ذریعہ سے ہو۔

قرآن نور ہے، بُرہان ہے، فرقان ہے ہدایت۔ شفا، رحمت اور موعظت ہے۔ یہ بشیر، نذیر، ذکر، بصائر اور قولِ فیصل ہے۔ یہ عزیز، حکیم، عظیم اور مجید ہے۔

بے شک قرآن اشرف الکتاب ہے اور اشرف اللّغات ہے، اشرف الرُّسل (محمدؐ) پر اشرف الملائکہ (جبرئیل) کے ذریعہ سے اشرف قطعۂ زمین (مکہ معظم مدینہ منورہ) میں نازل ہوا ہے۔ اور اس کی ابتداء اشرف ماہ (رمضان) میں ہوئی لہٰذا یہ کتاب ہر لحاظ مکمل ہے۔

اس کی ایک سورہ کا بھی مثل لانے سے تمام جنّ و انسان قیامت تک عاجز ہیں۔ یہ اپنی فصاحت و بلاغت، موعظت اور علوم و معارف کے اعتبار سے بھی بے مثل ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ خداوند کریم نے خود لیا ہے۔ اور یہ قیامت تک ہر طرح کی تحریفِ لفظی اور معنوی سے محفوظ اور مصئون رکھا جائے گا قرآن ایک بڑی مقدس اور معزز کتاب ہے جو رب العالمین نے جہان کی ہدایت اور تربیت کے لئے اتاری۔ یہ کتاب دنیا کے تمام لوگوں کو جہالت اور اوہام کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں سے نکال کر معرفت و بصیرت، ایمان اور ایقان کی روشنی میں کھڑا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

قرآن دل میں نور پیدا کرنے کا بڑا قوی نسخہ ہے۔ اس کے پڑھنے سے دل پر خوف طاری ہوتا ہے۔ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ذکر الٰہی سے اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے۔

قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے۔ کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر اتارا جاتا اور اس میں سمجھ کا مادہ ہوتا تو وہ بھی اس کی عظمت کے سامنے دب جاتا۔ اور مارے خوف کے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا۔

اس کتاب میں تہذیب۔ اخلاق طریق تمدن و معاشرت اصول حکمت و سیاست، تزکیہ نفوس اور تنویر قلوب ہے۔ قرآن حکیم نہ صرف ایک مذہبی اور روحانی رہنمائی کی کتاب ہے۔ بلکہ وہ انسان کی ہر معاشی، اقتصادی معاشرتی، سیاسی اور بین الاقوامی ضرورت کے لئے مکمل قانون پیش کرتا ہے

حضرت موسٰے علیہ السلام سے پہلے بھی اللہ تعالےٰ کے احکام تمام انبیاء پر صادر ہوتے رہے۔ توراۃ میں احکامِ شرع کی مزید تفصیل درج تھی۔ ہر ضروری چیز کو شرح وبسط سے بیان فرما دیا اور ہدایت و رحمت کے دروازے کھول دیئے تاکہ اسے سمجھ کر لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کا کامل یقین حاصل کریں تورات تو تھی ہی جیسی کچھ تھی۔ لیکن قرآنِ کریم ایسی کتاب ہے۔ جو اپنے درخشاں اور ظاہر و باہر حسن و جمال کے ساتھ تمہارے سامنے ہے۔ اس کی خوبصورتی اور کمال کا کیا کہنا۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔

موسٰے کو اللہ تعالےٰ نے پیغمبر بنایا اور توراۃ عطا کی تو بلا واسطہ کلام فرمایا۔

بعض کہتے کہ توراۃ تختیوں پر لکھی ہوئی تھی اور بعض علماء کا خیال ہے۔ کہ یہ تختیاں توراۃ کے علاوہ تھیں۔ جو نزول توراۃ سے پہلے مرحمت ہوئیں۔ اس کتاب میں ہر قسم کی نصیحتیں اور تمام ضروری احکام کی تفصیل تھی۔

قرآن پاک آہستہ آہستہ ۲۳ برس کے عرصہ میں اترا اور باقی آسمانی کتابیں ایک دم اتری تھیں اَنْزَلْنَا اور نَزَّلْنَا کے الفاظ یہی بات ظاہر کرتے ہیں تورات کا نزول کوہِ طور پر ہوا جس کو طور سینا بھی کہتے ہیں اللہ تعالےٰ نے اس مقام پر حضرت موسیٰؑ کو شرف ہمکلامی بخشا۔

بیت المقدس حضرت مسیح علیہ السلام کا مولد و مبعث ہے یہاں انجیل کا نزول ہوا۔

قرآن کریم کا اوّل نزول مکہ شریف میں ہوا۔ پھر مدینہ منورہ میں۔ قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۸۶ مکّی ہیں۔ اور ۲۸ مدنی ہیں تیئیس سال میں نجماً نجماً نازل ہوا۔

زبور کا اکثر حصہ دعاؤں پر مشتمل ہے زبور میں آنحضرت کے خاتم النّبیّین اور اس امت کے خیر الامم ہونے کا بھی ذکر ہے۔

قرآن سے پہلے جو وحی کسی نبی پر نازل کی گئی وہ بھی دین فطرت کی صداقت پر گواہ تھی خصوصًا موسےٰؑ پر جو عظیم الشان کتاب تورات اتاری گئی قرآن سے پیشتر وہ ایک بڑا شاہد ہے قرآن نے تورات کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ اس میں ہدایت ہے۔ اور نور ہے۔ حضرت موسیٰ کے بعد جو نبی آئے۔ سب اسی تورات پر عمل کرتے رہے بنی اسرائیل کو سدھارنے کی آخری کوشش حضرت مسیحؑ کو بھیج کر کی گئی۔ آپ پر انجیل نازل ہوئی۔ توراۃ۔ انجیل و زبور کے متعلق ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ آسمانی سچی کتابیں ہیں۔ مگر ان میں بہت تحریف کر دی گئی ہے قرآن حکیم آسمانی کتابوں میں سے آخری اور مکمل زندہ کتاب ہے۔ یہ تمام سابقہ کتب سماویہ پر مہر تصدیق رغبت کرتا ہے ان کے اصلی مضامین کی حفاظت اور ان کی پیش گوئیوں کی صداقت کا علانیہ اظہار کرتا ہے۔

کلام الٰہی کی شان و عظمت

قاری عبدالحمید صاحب

قرآن کا نزول مبارک مہینہ میں ہوا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ـ سورۃ بقرہ۔

(رکوع ۲۳ آیت ۱۸۵)

ترجمہ :۔ (روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے۔ اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (اور جو حق و باطل کو) الگ کرنے والا ہے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ

اس سے معلوم ہوا۔ کہ رمضان کا مہینہ اسی سے ٹھہرا کہ اس میں اترا قرآن۔ پس قرآن کی خدمت اس مہینے میں اول چاہیئے۔ اسی سبب سے رسول خدا نے تقید کیا تراویح کا اور آپؐ نے چند روز جماعت کراکر پھر نہ کروائی کہ قرآن میں اشارات صریح ہیں۔ فرض نہ ہو جائے۔

جس رات میں اترا وہ بھی مبارک تھی

حٰمٓ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّآ أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ ۝

ترجمہ! اس کتاب واضح کی قسم ہے۔ بے شک ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا بے شک ہم ہی ڈرانے والے ہیں۔ سورۃ الدخان (رکوع ۱ آیت ۳)

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

برکت کی رات شب قدر ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:۔ إِنَّآ أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (رکوع ۱) جو رمضان میں واقع ہے۔ لقولہ تعالیٰ۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (بقرہ ۲۳) اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سماء دنیا پر اتارا گیا۔ پھر بتدریج تئیس سال میں پیغمبر پر اترا اسی شب میں پیغمبر پر اس کے نزول کی ابتدا ہوئی۔

اور جگہ بھی مبارک تھی

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ۝

(سورہ آل عمران ع ۲۰ آیت ۹۶)

ترجمہ :۔ پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ وہی ہے جو مکے میں ہے بابرکت اور جہان کے لئے موجب ہدایت۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

اس آیت میں معترضین کو بتلایا گیا کہ بیت المقدس وغیرہ مقامات مقدسہ تو بعد میں تعمیر ہوئے ہیں۔ دنیا میں سب سے پہلا متبرک گھر جو لوگوں کی توجہ الی اللہ کے لئے مقرر کیا گیا اور بطور ایک عبادت گاہ اور نشان ہدایت کے لئے بنایا گیا۔ وہ یہ ہی کعبہ شریف ہے جو اس مبارک شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔

اور یہ قرآن خود بھی مبارک ہے

وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

(سورۃ الانعام ع ۲۰)

ترجمہ :۔ اور اپنے (اے کفر کرنے والو) یہ کتاب بھی ہم نے اتاری ہے۔ برکت والی۔ تو اس کی پیروی کرو۔ اور (خدا سے) ڈرو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلامؒ

یعنی تورات تو تھی ہی جیسی کچھ تھی لیکن ایک یہ کتاب ہے (قرآن کریم) جو اپنے درخشاں اور ظاہرو باہر حسن و جمال کے ساتھ تمہارے سامنے ہے۔ اس کی خوبصورتی اور کمال کا کیا کہنا۔

؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب

اس کی ظاہری و باطنی برکات اور صوری و معنوی کمالات کو دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے ؎

بہار عالم حسنش دل وجاں تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت رابو ارباب معنی را

اب داہنیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں اگر خدا کی رحمت سے حظ وافر لینا چاہتے ہو تو اس آخری اور مکمل کتاب پر چل پڑو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کہ اس کتاب کے کسی حصہ کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔

اس کتاب کے لانے والے بھی مبارک ہیں

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝ (سورۃ التکویر)

ترجمہ : کہ بے شک یہ (قرآن فرشتہ) عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے جو صاحب قوت مالک عرش کے ہاں اونچے درجے والا سردار (اور) امانتدار ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلامؒ

یہ حضرت جبرئیلؑ کی صفات بیان ہوئیں مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم جو اللہ کے پاس سے ہم تک پہنچا۔ اس میں دو واسطے ہیں۔ ایک وحی لانے والا فرشتہ جبرئیلؑ اور دوسرا پیغمبر عربی صلے اللہ علیہ وسلم دونوں کی صفات وہ ہیں جن کے معلوم ہو جانے کے بعد کسی طرح کا شک و شبہ قرآن کے صادق اور منزل من اللہ ہونے میں نہیں رہتا۔ کسی روایت کی صحت تسلیم کرنے کے لئے اعلےٰ سے اعلےٰ راوی وہ ہوتا ہے۔ جو اعلےٰ درجہ کا ثقہ عادل ضابطہ، حافظہ اور امانت دار ہو۔ جس سے روایت کرے۔ اس کے پاس عزت و حرمت کے ساتھ رہتا ہو۔ بڑے بڑے معتبر ثقات اس کی امانت وغیرہ پر کلی اعتماد رکھتے ہوں، اور اسی لئے اس کی بات بے چون وچرا مانتے ہوں۔ یہ تمام صفات حضرت جبرئیلؑ میں موجود ہیں وہ کریم (عزت والے) ہیں جن کے لئے اعلیٰ نہائت، متقی اور پاکباز ہونا لازم ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ و فی الحدیث "الکرم التقویٰ"، بڑی قوت

والے ہیں۔ جس میں اشارہ ہے۔ کہ حفظ وضبط اور بیان کی قوت بھی کامل ہے۔ اللہ کے ہاں ان کا بڑا درجہ ہے۔ سب فرشتوں سے زیادہ بارگاہ ربوبیت میں قرب اور رسائی حاصل ہے آسمانوں کے فرشتے ان کی بات اور ان کا حکم تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے امین اور معتبر ہونے میں کسی کو شبہ نہیں۔ یہ تو رسول ملکی کا حال تھا۔ آگے رسول بشری کا سن لیجئے

اور جن پر قرآن اترا وہ بھی مبارک ہیں

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ ۝

(سورۃ توبہ ع ۱۶)

ترجمہ:۔ (لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں۔

جس امت پر یہ اترا وہ بھی مبارک ہے

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۲)

ترجمہ: (مومنو) جتنی امتیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس کو بھیجنے والی ذات بھی مبارک ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝

(سورۃ رحمٰن ع ۱)

ترجمہ: رحمٰن نے سکھلایا ہے قرآن۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلامؒ

جو اس کے عطایا میں سے بڑا عطیہ اور اس کی نعمتوں میں سب سے اونچی نعمت و رحمت ہے۔ انسان کے بساط اور اس کے ظرف پر خیال کرو اور علم قرآنی اور اس کے دریائے ناپیداکنار کو دیکھو، بلاشبہ ایسی ضعیف البنیان ہستی کو آسمانوں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری چیز کا حامل بنا دینا رحمٰن کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ کہاں بشر اور کہاں خدا کا کلام۔

اور اس کی زبان بھی مبارک ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (سورہ یوسف ع ۱)

ترجمہ! ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا۔ تا کہ تم سمجھ لو۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلامؒ

یعنی عربی زبان جو تمام زبانوں میں زیادہ فصیح و وسیع اور منضبط اور پر شوکت زبان ہے۔ نزول قرآن کے لئے منتخب کی گئی جب خود پیغمبر عربیؐ ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ دنیا میں اس کے ذریعے سے چاروں طرف پر روشنی پھیلے گی اسی کی طرف لعلکم تعقلون میں اشارہ فرمایا کہ تمہاری زبان میں اترنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ تم خود جو پیغمبرؐ کی قوم ہو۔ اوّل اس کے علوم و معارف کا مزہ چکھو۔ پھر دوسروں کو چکھاؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

اُنْزِلَ اَشْرَفُ الْکُتُبِ بِاَشْرَفِ اللُّغَاتِ عَلٰی اَشْرَفِ الرُّسُلِ بِسِفَارَةِ اَشْرَفِ الْمَلٰئِکَةِ وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ اَشْرَفِ بِقَاعِ الْاَرْضِ وَابْتِدَاءُ اِنْزَالِهٖ فِیْ اَشْرَفِ شُهُوْرِ السَّنَةِ وَهُوَ رَمَضَانُ فَکَمَلَ مِنْ کُلِّ الْوُجُوْهِ۔

یعنی یہ قرآن کتابوں سے اشرف اور اس کی زبان سب زبانوں سے شریف اور جس رسول پر اتری وہ بھی سب رسولوں سے زیادہ شریف اور اس کے لانے والے بھی سب فرشتوں سے شریف اور مہینہ بھی رمضان شریف یعنی ہر وجہ سے مکمل ہے۔

قرآن کی حفاظت کا شاہی انتظام

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورہ النحل ع ۱)

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے ہی نصیحت نازل کی ہے اور ہی اس کے محافظ ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلامؒ

تمہارا استہزاء و تعنت اور قرآن لانے والے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا یاد رکھو کہ اس قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئات سے وہ اترا۔ بدوں کو ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ و مصئون رکھا جائے گا۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ترقی کر جائیں پر قرآن کی صوری و معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہو گا حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدۂ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا۔ جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے "میور" کہتا ہے۔ کہ جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح ۱۲ صدیوں بھی ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہٖ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا ایسا رہا جس نے قرآن کے علوم و مطالب کی حفاظت کی۔ کاتبوں نے رسم الخط کی۔ قاریوں نے طرز ادا کی حافظوں نے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر زبر تبدیل نہ ہو سکا۔ کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے کسی نے آیتیں شمار کیں، کسی نے حروف کی تعداد بتلائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے آج تک کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں ہزاروں لاکھوں حفاظ قرآن کی تعداد موجود نہ رہی ہو۔ خیال کرو کہ آٹھ دس سال کا ہندوستانی بچہ جسے اپنی مادری زبان میں دو تین جزء کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے۔ وہ ایک

قاضی صاحبؒ کی وفات پر ملک کے کونے کونے سے رنج وغم کا اظہار

لاہور۔ گذشتہ روز مسجد شب بھرائی شاہ عالمی گیٹ میں مجلسِ تحفظ ختم نبوت لاہور پاکستان کے زیرِ اہتمام شیرِ اسلام خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے سلسلہ میں ایک اہم اجتماع منعقد ہوا جس میں مجلسِ تحفظ ختم نبوت لاہور پاکستان کے مبلغ مولانا صاحبزادہ منظور احمد شاہ کہروڑی نے قاضی صاحبؒ کے حالاتِ زندگی بیان کئے۔ مولانا موصوف نے حضرت قاضی صاحب کی ملکی و ملی مذہبی اور سماجی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ حضرت قاضی صاحب کی وفات دراصل اس دور کی خطابت کی موت ہے اس اجلاس میں تمام حاضرین نے قرآن پاک پڑھ کر حضرت قاضی صاحبؒ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرماوے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے آمین ثم آمین۔

(بلند اختر نظامی ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور)

ضلع لائلپور کی مرکزی درسگاہ جامعہ قاسمیہ کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت مولانا ضیاء القاسمی صاحب منعقد ہوا جس میں شیخ الحدیث مولانا عبدالخالق اور خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو شاندار خراجِ عقیدت پیش کیا قاری عبدالحی عابد نے ان کی دینی خدمات کو سراہا اور فرمایا کہ یہ حضرات قوم کے عظیم رہنما تھے جن سے آج ہم محروم ہو گئے۔ ایصال ثواب کے بعد ان کے لئے دعاء مغفرت کی گئی

(احقر عبدالحی عابد)

---

۱۱ شعبان بروز جمعہ کلورکوٹ جامع مسجد قاضی صاحب میں ایک اجتماع ہوا جس میں درج ذیل قرارداد منظور کی گئی

۱۔ آج کا یہ اجتماع خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آباد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے یہ اجتماع مولانا کی دینی خدمات کو سراہا ہے۔ آج قوم ایسے مبلغ سے محروم ہو گئی جو بلبل کی طرح گلستانِ نبوی میں چہکتا تھا آج خاموش ہو گیا۔ آپ کے لئے ایصال ثواب کیا گیا اور پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

(قاضی مسعود الحسن بقلم خود)

سمندری ۱۱ شعبان جامع مسجد محمدیہ کے اجتماع میں مولانا محمد علی جانباز نے مولانا قاضی احسان احمد شجاع آباد کی وفات حسرتِ آیات کی دردناک خبر بیان کی تو سامعین اشکبار ہو گئے آپ کی مختصر سوانح حیات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا قاضی مرحوم حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی یادگار تھے اُن کی مغفرت کے لئے دعاء کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزیہ کے اراکین کو جو صدمہ پہنچا ہم اُن کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور لواحقین کے لئے صبر سے رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ شریکِ غم اراکین مجلسِ تحفظ ختم نبوت سمندری)

کراچی ۲۵ نومبر دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں ایک تعزیتی اجتماع ہوا جسمیں قرارداد تعزیت پاس کی گئی ہے اور خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادیؒ صدر مجلس تحفظ ختم نبوت آل پاکستان کی وفات ملک و ملت کا عظیم حادثہ ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرماوے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرماوے۔

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہٗ زیر انجمن خدام الدین کی

اپیل وتاثرات

آج مدرسہ تعلیم القرآن کے جلسہ تقسیم انعامات کے موقعہ پر دوسری بار کلویا چک ۳۷۹ ج ب میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اب کی مرتبہ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ مدرسہ اپنے فرائض بطریق احسن سرانجام دے رہا ہے یہ علاقہ دینی تعلیم کے اعتبار سے پس ماندہ ہے یہاں ایک مرکزی درسگاہ کی شدید ضرورت تھی سو الحمد للہ آپ حضرات نے مدرسہ کا اجراء فرما کر یہ کمی پوری کر دی ہے طلباء اور طالبات کے تعلیمی تنظیمی جائزہ سے معلوم ہوا یہ مدرسہ اگرچہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے پھر بھی نتائج نہائیت شاندار ہیں اور ایک نظام کے تحت مدرسہ خوب ترقی کر رہا ہے نیز آمد و خرچ کے حسابات باقاعدہ ہیں لہٰذا اس سیاہ کار کی اہل علاقہ سے پُر زور درخواست ہے کہ وہ منتظمین سے تعاون فرماویں اور دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح مدرسہ

کی امداد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں انشاء اللہ یہاں خرچ کی ہوئی پائی پائی نجات آخرت کی ذمہ دار ہوگی۔

احقر عبید اللہ انور لاہور۔ حال وارد مدرسہ تعلیم القرآن کلویا۔

جملہ رقوم وخط وکتابت بنام سید عبدالغنی ترمذی مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلویا چک ۳۷۹ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور

تعارف وتبصرہ

نام کتاب ...... مسنون دعائیں

تصنیف ...... حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری

ضخامت ...... ۱۲۸ صفحات سائز ۲۰×۳۰/۳۲ جیبی۔

کاغذ ...... سفید کتابت طباعت آفسٹ۔

سرورق رنگدار اور خوبصورت ہدیہ صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ :۔ محمود الحسن نور محمد تاجر کتب ۱۴ بی شاہ عالم لاہور۔

مسنون ومقبول دعائیں جن کا ورد رکھنا دنیا وآخرت کی فلاح نصیب ہونے کا بہتر ذریعہ ہے۔ اس مجموعہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعائیں معہ ترجمہ جمع کر دی گئی ہیں جو وقتاً فوقتاً موقعہ اور مقام کی مناسبت سے آپ بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا کرتے تھے ان دعاؤں کے معانی میں غور وخوض کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اسلام کی بڑی اہم تعلیمات ہیں۔ ان کو پڑھ کر اور ان کے معانی میں غور کر کے بلند مقامات پر رسائی ہو سکتی ہے۔

ان دعاؤں میں آپ کو جگہ جگہ اللہ کی وحدانیت اور مالکیت کا اقرار اور بندوں کی عاجزی کا اظہار ملے گا اور آپ یقین کریں گے کہ ہادیٔ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی ایسی نہیں چھوڑی جو اللہ سے مانگ نہ لی ہو۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان دعاؤں کو یاد کر کے حسب موقعہ اور مقام پڑھا کریں کیونکہ ان کے پڑھنے میں اول تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے جو خدا تک پہنچنے کا بہتر سے بہتر ذریعہ ہے دوسرے چونکہ ان کے الفاظ خود اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام فرمائے ہیں اسی لئے یقینی طور پر مقبول اور مستجاب ہیں

بعض اہل اللہ کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ مسنون دعاؤں کا ہی ورد رکھ کر واصل بخدا ہو گئے اور ان کو ریاضت ومجاہدہ میں جان نہ کھپانی پڑی۔

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس کتاب کو خود بھی خریدیں اور اپنے حلقۂ احباب کو خریدنے کی ترغیب دیں۔

نام کتاب ...... حقیقت رمضان

تصنیف ...... پروفیسر فضل احمد عارف

صفحات ...... ۱۲۸ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ ...... محمود الحسن نور محمد تاجر کتب ۱۴ بی شاہ عالم لاہور

یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب میں رمضان کی وجہ تسمیہ اور وجوہ تسمیہ حروف رمضان کے روحانی اسرار اور اس ماہ مبارک کے دیگر اسماء مثلاً شہر الصیام (روزے رکھنے کا مہینہ) شہر الصبر (صبر کا مہینہ) شہر المواساۃ (ہمدردی کا مہینہ) شہر القربۃ (قرب الٰہی کا مہینہ) شہر اللہ (اللہ کا مہینہ) سید الشہور (سردار مہینہ) شہر مبارک (برکت والا مہینہ) دوسرے باب میں رمضان ایک ہی مہینہ ہے جس کا نام قرآن میں آیا ہے رمضان میں جنت کے دروازے کھلتے ہیں رمضان کی ہر رات لوگ دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں قیام رمضان گناہوں سے پاک کر دیتا ہے رمضان عید کا مہینہ ہے رمضان کی خاطر بہشت سجایا جاتا ہے شب قدر کا تعارف اور فضیلت رمضان المبارک سراپا خیر وبرکت ہے ماہ رمضان کی فضیلت کی مثال تیسرے باب میں نزول قرآن حکیم کا نزول بعثت نبوی ظہور امت مسلمہ، وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ، غزوہ بدر، فتح مکہ، شہادت عروہ بن مسعود رضؓ، شہادت حضرت علیؓ متفرق واقعات اور چوتھے باب میں عبادات ماہ رمضان، روزہ، سحری، افطاری، تراویح، اعتکاف، تلاوت ذکر الٰہی، نوافل عمرۃ الحج اور صدقہ وخیرات پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

رمضان المبارک خیر وبرکت کا مہینہ ہے اس بابرکت مہینے میں دن رات رحمتوں کی بارشیں ہوتی ہیں۔ نیک کاموں پر بیشمار اجر وثواب ملتا ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک کا ہر طرح سے احترام کر کے حق تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرتے ہیں۔ بد قسمت وہ لوگ جو اس مہینے کا احترام نہیں کرتے اور سرِعام بازاروں میں کھاتے پیتے نظر آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس رحمت و

برکات سے محروم رہ کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

رمضان المبارک کی حقیقت وفضیلت پر یہ ایک مفصل و مدلل کتاب ہے اس کتاب کا ہر مسلمان کے گھر ہونا ضروری ہے۔

بقیہ: احکام رمضان المبارک

کے لئے بھی مسجد سے باہر نکل گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا جس کو قضا کرنا پڑے گا (۹) رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گناہ گار ہوں گے۔

شب قدر

رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کوئی ایک رات شب قدر ہوتی ہے اس لئے ان راتوں کو عبادت میں گزارنا چاہیئے تاکہ انعام خداوندی سے محروم نہ رہے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ - ۲۹ - ان طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہے۔

(۲) ابو داؤد شریف کی ایک حدیث سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ ستائیسویں شب میں شب قدر ہوتی ہے۔ اس لئے عام علماء کا خیال ہے کہ اس شب میں زیادہ احتمال ہے۔ کم از کم اس رات کو تو عبادتِ الٰہی میں ضرور مشغول رہنا چاہیئے۔

(۳) شب قدر کے متعلق خداوند تعالےٰ کا اعلان ہے کہ یہ ایک رات ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس لئے اس ایک رات کی عبادت دوسری تیئیس ہزار راتوں (۸۳ سال ۴ مہینے) کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔

(۴) اگر پوری رات شب بیداری نہ کر سکے تو جس قدر بھی ہو سکے دریغ نہ کرے۔

(۵) اس شب کو نفلیں، کلمہ شریف، درود شریف، تلاوت قرآن پاک، ذکر و تسبیح میں گزارنا چاہیئے عبادت کی یہ گھڑی معلوم نہیں کہ اگلے سال بھی میسر آ سکے یا نہیں۔

تحفہ رمضان مفت

سندھ کی مشہور علمی اور دینی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ سکھر کی طرف سے ہر سال رمضان شریف میں تحفہ رمضان کے نام سے ایک پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم ہوتا ہے اس سال بھی تیار ہو گیا ہے محمد احمد نیازی، مہتمم مدرسہ اشرفیہ سکھر

بقیہ: اداریہ

پر کما حقہٗ مجبور ہو جائیں۔ اس سلسلے میں کم از کم یہ اقدام کیا جا سکتا ہے کہ اوقات روزہ کے دوران ہوٹلوں میں سرِعام اور کھلے بندوں کھانے پینے پر قانوناً پابندی لگا دی جائے بسوں، لاریوں، ریل گاڑیوں اور بازاروں میں دن کے وقت سگریٹ نوشی قطعاً ممنوع قرار دی جائے۔ ریڈیو پاکستان مہینہ بھر قرآن خوانی، فضائل رمضان و قرآن پر تقاریر، نعتیہ کلام (جو خلافِ شریعت نہ ہو) خبروں اور علمی نشریات کے لئے وقف رہے۔ بچوں کا پروگرام بھی فضائل قرآن و رمضان اور ترغیب صوم و صلوٰۃ کے لئے مخصوص ہو، فحاشی کے اڈے، کلب گھر، ثقافتی شو اور سینما گھر بند کر دیئے جائیں اور اس کے علاوہ وہ تمام الّلے تلّلے جو احترام رمضان کے منافی ہیں حکماً روک دیئے جائیں۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر ارباب اختیار نے اس سلسلے میں کوئی فوری اقدام کیا تو نہ صرف ان کا عوام میں وقار بڑھے گا بلکہ خداوند قدوس کی نصرتیں اور رحمتیں بھی انہیں اپنی آغوش میں لے لیں گی اور ملک کی عظمت کو اس سے چار چاند لگیں گے۔

اللہ تعالےٰ حکام اور عوام سب کو احترام رمضان کی توفیق عطا فرمائے

مدینہ کا ارادہ ہے تو پہلے عشق احمد کر۔

ہر مسلمان کی دلی خواہش ہے کہ وہ مدینہ منوّرہ حاضر ہو کر دربار سیّد دوعالم میں سلام پیش کرے اور اس کے جواب سے مشرّف ہو۔ اس عقیدہ پر اُردو زبان میں سب سے پہلی کتاب رحمتِ کائنات ...... کا مطالعہ کیجیے جس کے متعلق:-

حضرت تھانوی قدس سرہ کی خلیفہ اعظم مولانا خیر محمد دامت برکاتہم نے فرمایا الحمد للہ رسالہ کا ہر ہر حرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب کے اخلاص و محبت کا ترجمان ہے مطالعہ کی برکت سے احقر اپنے قلب میں بھی محبت نبویہ میں اضافہ محسوس کرتا ہے اللّٰھم زدفزد

حضرت رائپوری قدس سرہ خلیفہ اعظم مولانا محمد انوری دامت برکاتہم نے فرمایا۔ رمضان میں رحمت کائنات دیکھ رہا ہوں کہ قیلولہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہوا کچھ صحابہ کرامؓ بھی ساتھ ہیں حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ ابن عمرؓ کا نام یاد رہ گیا ہے

یہ مبارک کتاب با تجویز مرتبہ شائع ہو رہی ہے

ہدیہ صرف دو روپیہ پیشگی آنے پر محصول ڈاک معاف

قاضی محمد ارشد الحسینی دار الارشاد (کیمبل پور)

اظہارِ تشکر

خدا کے فضل و کرم اور قارئین خدام الدین کی دعاؤں سے میرا بیٹا گھر واپس آ گیا ہے۔ اس سلسلہ میں جن دوستوں نے ازراہ ہمدردی خطوط لکھے ہیں بندہ ان کا فرداً فرداً جواب نہیں دے سکتا۔ لہٰذا بذریعہ "خدام الدین" سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں (حاجی بشیر احمد خادم خاص جانشین شیخ التفسیر)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بچوں کے لئے

ایک بہادر ماں

★ —— جناب محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بوسٹل جیل بہاولپور

حضرت اسماءؓ حضرت صدیق اکبرؓ کی بیٹی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بڑی تھیں۔ آپ کو "ذات النطاقین" بھی کہتے ہیں۔ یہ خطاب آپ کو رسول پاک نے عطا فرمایا تھا کیونکہ ہجرت کی رات جب رسول پاک اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اونٹوں پر سوار ہوئے تو توشہ وغیرہ باندھنے کے لئے رسی کی ضرورت تھی۔ ہجرت کی رات، پھر جلدی میں تیاری اور سامان باندھنے کے لئے رسی کی ضرورت، حضرت اسماءؓ نے فوراً اپنا کمربند پھاڑ کر دے دیا۔ تاکہ سامان وغیرہ کجاوے کے ساتھ باندھا جا سکے۔ اس وقت رسول اللہؐ نے حضرت اسماءؓ کو "ذات النطاقین" کے خطاب سے نوازا۔ جس کا مطلب ہے "دو کمربند والی"۔ ابتدائے اسلام اور ہجرت کے وقت آپ کو بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر اپنے باپ کی طرح اللہ اور رسولؐ کی محبت ان تمام مشکلات پر غالب آ جاتی۔ باپ کی جدائی، دادا کی طعنہ زنی، کفار کی سختیاں اور مالی پریشانی سب کچھ صبر و شکر سے برداشت کیا۔ چنانچہ ہجرت کے پہلے ہی دن صبح کو ابوجہل آیا۔ اور حضرت اسماءؓ سے رسول پاک اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بابت پوچھا اور غصے میں آ کر حضرت اسماءؓ کے منہ پر بہت زور سے تھپڑ مارا آپ کی بالیاں نوچ ڈالیں اور چہرہ مبارک زخمی کر دیا۔ مگر آپ نے صبر کیا۔

ہجرت کے بعد آپ کے خاوند حضرت زبیرؓ کو مدینہ منورہ سے دو میل دور ایک قطعہ زمین دیا گیا۔ جس کی دیکھ بھال بھی آپ ہی کرتیں۔ حضرت زبیرؓ تو ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے اور اپنے آپ کو ہر وقت جہاد اور اسلام کی خدمت کے لئے تیار رکھتے اس وجہ سے گھر کا تمام کام کاج خود حضرت اسماءؓ کو کرنا پڑتا۔ حتیٰ کہ جہاد کے گھوڑے اور اونٹ کے لئے روزانہ گھاس اور کھجور گٹھلیاں خود ہی دو میل دور ایک قطعہ زمین سے لاتیں مگر یہ مشقت کبھی بھی شاق نہ گذرتی اور نہ ہی حرفِ شکایت زبان پر آتا۔ بہادر بھی بہت تھیں جنگ یرموک میں انہوں نے مسلمانوں کو ابھارا اور مسلمان خواتین کی رہنمائی کی۔ اس فتح میں حضرت اسماءؓ کا کافی حصہ ہے۔ جب آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے عراق میں اپنی خلافت کا اعلان کیا تو خلافت امیہ کے دعویدار چاروں طرف سے ان پر چڑھ آئے۔ چنانچہ آپ نے کشت و خون سے بچنے کے لئے مکہ شریف میں پناہ لی۔ مگر دشمنوں نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا حجاج بن یوسف نے تو انتہا کر دی اور خانہ کعبہ کا بھی احترام نہ کیا۔ خانہ کعبہ پر آتشیں پتھر منجنیقوں کے ذریعہ برسائے ایک دن حضرت عبداللہؓ اپنی والدہ ماجدہ حضرت اسماءؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اس حالت میں جبکہ سب لوگ میرا ساتھ چھوڑ چکے ہیں اور سوائے چند ایک کے کوئی باقی نہیں رہا مجھے کیا کرنا چاہیئے تو حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ بیٹا اگر تم راستی پر ہو تو حق پر نثار ہو جاؤ اور اگر تم اپنے آپ کو حق پر نہیں سمجھتے تو اس دعوے سے دست بردار ہو جاؤ۔ حضرت عبداللہؓ نے عرض کی امی جان! مجھے موت کا ڈر نہیں صرف یہ خیال ہے کہ حجاج میری لاش کو برباد کرے گا حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ جب بکری ذبح کر لی جائے تو کھال اتارنے سے اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ موت کے بعد جسم کی تکلیف کا کیا ذکر۔

ماں کے ان جرأت مندانہ الفاظ سے حضرت عبداللہؓ نے مقابلہ کی ٹھانی اور حجاج بن یوسف کا مقابلہ کیا۔ انجام کار آپ شہید ہو گئے ظالم حجاج نے آپ کی نعش مبارک کو سولی پر چڑھا کر سرِ عام لٹکا دیا تاکہ لوگوں میں خوف و ہراس پیدا ہو اور کوئی سر نہ اٹھائے۔ دو دن کے بعد حضرت اسماءؓ لاٹھی ٹیکتی ہوئی ادھر سے گذریں تو اپنے لخت جگر کو تختہ دار پر لٹکتے ہوئے دیکھ کر فرمایا ؎

ہو چکی دیر کہ منبر پہ کھڑا ہے یہ خطیب
اپنے مرکب سے اترتا نہیں اب بھی یہ نیاز

سبحان اللہ! ایسی مصیبت کے وقت ایسے صبر آزما الفاظ نہ جزع نہ فزع واقعی جن کو محبوب خداؐ نے "ذات النطاقین" کے خطاب سے نوازا ہو وہ ہر آزمائش میں پورے کیوں نہ اتریں اور مصیبت میں صابر و شاکر کیوں نہ نکلیں۔ بس یہ خدا کا دین ہے ورنہ ایسے موقعوں پر تو بڑے بڑوں کے دل دہل جاتے ہیں۔ جب حجاج نے حضرت عبداللہؓ کی لاش کو پھینکوا دیا۔ تو تو ماں نے لاش مبارک کے ایک ایک ٹکڑے کو جمع کرایا نہلایا اور دفن کرایا لیکن آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ بہایا۔ صبر و شکر سے کام لیا مگر اندرونی غم سے زیادہ دن زندہ نہ رہ سکیں۔

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

آہ! قاضی احسان احمد شجاع آبادی

مظفر گجراتی

ملّت کا دھڑکتا ہوا دل ڈوب گیا ہے
اے نغمہ سرایانِ وطن! تم نے سنا ہے؟

ڈھونڈو تو کسی پھول کے ہونٹوں پہ تبسّم
دیکھو تو فلک پر کسی تارے میں ضیا ہے؟

سرگرم سفر قافلۂ قوم تھا جس سے
ماضی کے دھندلکوں میں وہ گم بانگِ درا ہے

اک عمر اٹھاتا رہا سینوں میں تلاطم
وہ سازِ دلآویز کہ خاموش ہوا ہے

دیکھی نہ کبھی ہم نے شکن اس کی جبیں پر
ہر چند بقیدِ غمِ ایّام رہا ہے

زنداں کے اندھیروں میں قدم اسکے ملیں گے
گلشن کے اجالوں میں بھی دم دار سکا رہا ہے

ہر خرقۂ سالوس کو بے ریب و گماں چاک
اُس ختمِ نبوّت کے محافظ نے کیا ہے

اب کون سنبھالے گا وہ اندازِ خطابت
ہر جابر و ظالم کو جو پیغامِ قضا ہے

اپنے ہی اُجالوں میں بڑھے جاتے ہیں رہرو
اس طرح وہ دِل قوم کا گرما کے گیا ہے

ممکن ہی نہیں وقت کا ہاتھ اسکو مٹا دے
ملت کو جو داغ اس کی جدائی کا ملا ہے

اللہ کی رحمت سحر و شام ہو اس پر
جس نے ہمیں احساس دلایا کہ "خدا ہے"